عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
قیمت: ۱۰ روپے
جلد: ۳۳ | ۷ تا ۱۳ / جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ / اپریل ۲۰۱۴ء | شمارہ: ۱۴

حضرت مولانا زبیر الحسن کاندھلوی کی رحلت

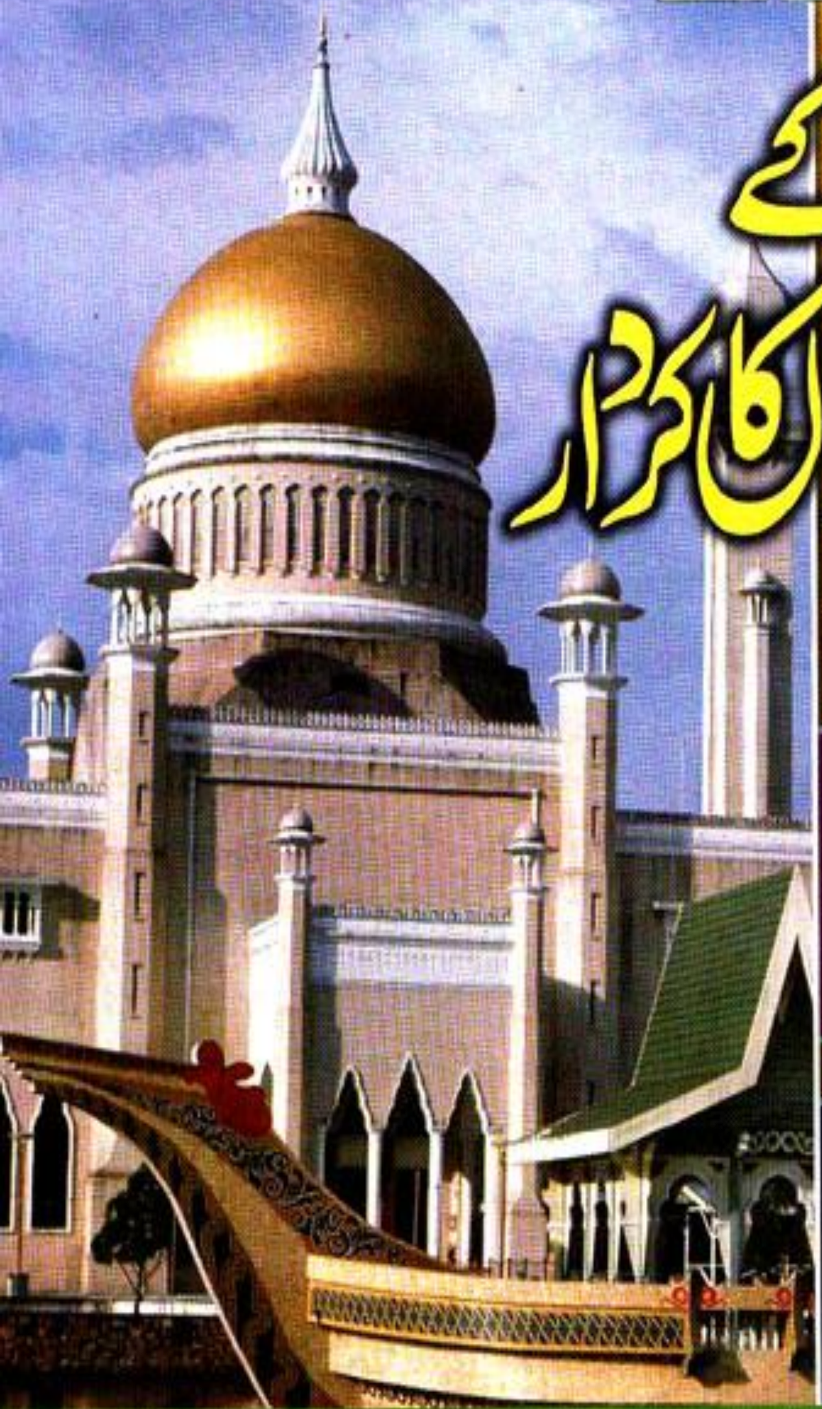

اسلام کے سچے پرستاروں کا کردار

غیر مسلم آقاؤں کے حکم پر اسلام کی بیخ کنی

قادیانی ظالم ہیں یا مظلوم؟

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: editorkn@yahoo.com

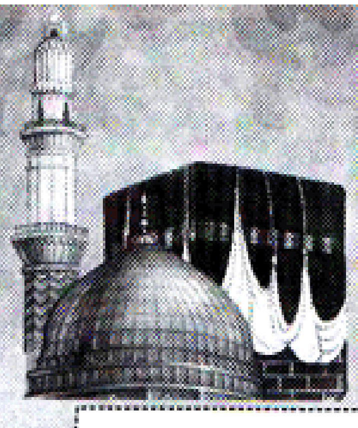

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

س:...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ چھ سال پہلے میری شادی ہوئی، شادی کے بعد مجھے علم ہوا کہ میرے شوہر طبی لحاظ سے کمزور ہیں اور ازدواجی تعلقات قائم کرنے پر قادر نہیں ہیں تو انہوں نے شادی کے بعد ڈاکٹری معائنہ کرایا جس میں بتایا گیا کہ یہ مرض علاج کے ذریعے کنٹرول ہو جائے گا، ہم ان دنوں جاپان میں چلے گئے، وہیں معائنہ کرایا اور علاج چلتا رہا مگر اب تک کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ جاپان میں تین سال رہنے کے بعد ہم واپس آگئے اس دوران میرے شوہر لڑائی کے وقت مجھ پر ہاتھ بھی اٹھالیا کرتے تھے، مگر پاکستان آنے کے بعد تو ایک مرتبہ لڑائی کے دوران مجھے اس قدر مارا کہ میں ۲۰ دن تک صحیح طور پر ہوش میں نہ آسکی اور اس میں میری ساس بھی شامل تھی، میں نے اپنی امی کو فون کر کے کہا کہ مجھے یہاں سے لے جائیں تو امی نے میرے شوہر کو کہا کہ اس کو مارو نہیں میرے پاس چھوڑ جاؤ، تو وہ مجھے گھر چھوڑ کر چلے گئے اور ۲۰ دنوں تک نہ فون کیا اور نہ معلوم کیا۔

شوہر کے ظالمانہ طرزِ عمل پر خلع لینا

۲۰ دن بعد جب لینے آئے تو میرے والد نے ان سے کہا کہ آپ لوگوں نے میری بیٹی کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا ہے، اگر اس کو صحیح طرح رکھنا نہیں چاہتے تو چھوڑ دو۔ میرے شوہر نے غصہ میں میرے ابو کو بھی بہت بُرا بھلا کہا اور یہ بھی کہا کہ ساری زندگی اس کو بٹھا کر رکھو، میں کبھی طلاق نہیں دوں گا، اس کے بعد وہ چلے گئے آج چھ مہینے سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے انہوں نے کوئی رابطہ نہیں کیا اور نہ ہی فون کیا، میں بھی اس زندگی سے تنگ آگئی ہوں اور ان سے خلع لینا چاہتی ہوں۔ کیا میرے لئے خلع لینا درست ہے؟ شرعاً کوئی گناہ تو نہیں؟

ج:...... صورت مسؤلہ میں اگر سائلہ کا بیان درست اور حقیقت پر مبنی ہے تو اس کی رو سے شوہر کا بیوی کے ساتھ یہ طرزِ عمل ظالمانہ ہے شوہر پر لازم ہے کہ بیوی کو اپنے گھر لا کر اس کے شرعی حقوق (حقوق زوجیت) ادا کریں۔ بصورت دیگر اسے طلاق دے دے، اگر شوہر ان دونوں صورت میں سے کسی ایک صورت پر عمل نہیں کرتا تو بامر مجبوری سائلہ (بیوی) عدالت سے خلع کے لئے رجوع کر سکتی ہے۔ شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تین مرتبہ طلاق کے الفاظ تحریر کرنا

محمد عمران عارف، کراچی

س:...... میں اپنے گھر جا رہا تھا، میری بیوی نے کہا: گھر مت جاؤ، اگر جا رہے ہو تو مجھے طلاق دے دو۔ اس نے کاغذ پر لکھ کر کہا کہ مجھے طلاق دے دو، میں نے کہا: سوچ لو، پھر میں نے کاغذ پر تین بار طلاق لکھ دیا، میں غصے میں تھا، میں اس کی کاپی بھی لگا رہا ہوں۔

ج:...... صورت مسؤلہ میں شوہر نے اپنی بیوی کو چونکہ تین مرتبہ طلاق کے الفاظ تحریر کئے ہیں، جیسا کہ منسلکہ تحریر سے واضح ہے۔ اس لئے اس کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں اور وہ حرمت مغلظہ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے شوہر پر حرام ہوگئی۔ اب دونوں کا دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ عورت عدت گزارنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ
عالمی

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری۔ صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۳ — ۷تا۱۳؍جمادی الثانی۱۴۳۵ھ مطابق۸تا۱۵؍اپریل۲۰۱۴ء — شمارہ:۱۴

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیراعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیراعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قادیانیوں کو حج وعمرہ کی اجازت کیوں؟	۵	محمد اعجاز مصطفی
اسلام کے سچے پرستاروں کا کردار	۷	مولانا شمس الحق ندوی
حضرت مولانا زبیر الحسن کاندھلویؒ کی رحلت	۱۰	مولانا محمد ازہر
تشکیل معاشرہ میں اسلامی قانون کا کردار (۲)	۱۲	قاری عبدالرؤف مدنی
میرے والد، میرے مرشد ومربی…	۱۴	مفتی سعیداللہ خان قاسم
غیرمسلم آقاؤں کے حکم پر اسلام کی بیخ کنی	۱۷	عبداللہ خالد قاسمی خیرآبادی
قادیانی ظالم ہیں یا مظلوم؟	۱۹	محمد شاہد انور باگوی
حضرت عیسیٰؑ کی حیات ونزول کا عقیدہ (۲)	۲۱	مولانا غلام رسول دین پوری
ایک ہفتہ حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں! (۹)	۲۳	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
عمرہ کی سعادت…ایک یادگار سفر!	۲۶	مولانا ابراہیم حسین عابدی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ڈالر، سعودی عرب،

متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۶۵ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی:۲۲۵روپے، سالانہ:۴۵۰روپے

چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927

الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

صحابہ کرامؓ کے زُہد کا بیان

مؤمنِ کامل کی شناخت

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی مؤمن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۴)

حدیث میں مؤمن سے مراد مؤمنِ کامل ہے، اور مطلب یہ ہے کہ مؤمنِ کامل وہی ہے جو اپنے دُوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے، اور جو چیز اپنے لئے پسند نہ کرتا ہو دُوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرے۔ مثلاً: کوئی شخص یہ نہیں چاہتا کہ دُوسرے لوگ اس کی عزت و حرمت پامال کریں، اس کی غیبت کریں، اس کے خلاف کوئی سازش کریں، اس کی جان و مال اور عزت و آبرو کو کوئی نقصان پہنچائیں، تو جس طرح اپنے حق میں ان چیزوں کو پسند نہیں کرتا، ٹھیک اسی طرح دُوسروں کے حق میں بھی ان چیزوں کو پسند نہ کرے، کسی کی غیبت نہ کرے، کسی کو نقصان نہ پہنچائے، کسی کی عزت و حرمت پامال نہ کرے۔ الغرض! کمالِ ایمان کا معیار یہ ہے کہ آدمی دُوسروں کے لئے بھی وہی بات پسند کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا: اے لڑکے! تو اللہ کے حقوق کی حفاظت کر، اللہ تیری حفاظت کرے گا، تو اللہ کے حقوق کی حفاظت کر، تو اس کو اپنے سامنے پائے گا، اور جب کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ، اور جب مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر، اور یقین رکھ کہ ساری جماعت اگر تجھے کوئی نفع پہنچانے پر جمع ہوجائے تو تجھے کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی، سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے، اور اگر ساری جماعت تجھے کوئی نقصان پہنچانے پر جمع ہوجائے تو تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی، سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے، قلم اُٹھالئے گئے اور صحیفے خشک ہوگئے۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۸)

شیخ مُلّا علی القاری رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"اللہ سے مانگ، یعنی صرف اللہ تعالیٰ سے مانگ، اس لئے کہ عطیات کے خزانے اسی کے پاس ہیں، اور عطا و بخشش کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں، ہر نعمت یا قسمت، خواہ دُنیا کی ہو یا آخرت کی، جو بندے کو پہنچتی ہے یا اس سے دفع ہوتی ہے وہ بغیر کسی شائبۂ غرض یا ضمیمہ علت کے صرف اسی کی رحمت سے ملتی ہے، کیونکہ وہ جوادِ مطلق ہے، اور وہ ایسا غنی ہے کہ کسی کا محتاج نہیں، اس لئے اُمید صرف اسی کی رحمت سے ہونی چاہئے اور تمام اُمور میں اعتماد اسی کی ذات پر ہونا چاہئے، اس کے سوا کسی سے نہ مانگے، کیونکہ اس کے سوا کوئی دُوسرا نہ دینے پر قادر ہے، نہ روکنے پر، نہ مصیبت ٹالنے پر، نہ نفع پہنچانے پر، کیونکہ اس کے ماسوا خود اپنی ذات کے نفع نقصان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

کا اختیار نہیں رکھتے، نہ وہ موت و حیات اور جی اُٹھنے کی قدرت رکھتے ہیں۔"

اور آگے "ساری جماعت" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بے شک ساری اُمت" یعنی تمام مخلوق، خاص و عام، انبیاء و اولیاء، اور ساری اُمت بالفرض اس بات پر متفق ہوجائیں کہ دُنیا و آخرت کے کسی معاملے پر تجھے کسی چیز کا نفع پہنچائیں تو تجھے نفع پہنچانے پر قادر نہیں۔"

(مرقاۃ المفاتیح، ج:۵، ص:۹۱)

اور حضرت پیرانِ پیر شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ "الفتح الربانی" کی مجلس:۶۱ میں فرماتے ہیں:

"اِنَّ الْخَلْقَ عَجْزٌ عَدَمٌ، لَا هُلْكَ بِأَيْدِيهِمْ وَلَا مِلْكَ، لَا غِنَى بِأَيْدِيهِمْ وَلَا فَقْرَ، وَلَا ضُرَّ بِأَيْدِيهِمْ وَلَا نَفْعَ، وَلَا مِلْكَ عِنْدَهُمْ اِلَّا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا قَادِرَ غَيْرُهُ، وَلَا مُعْطِيَ وَلَا مَانِعَ، وَلَا ضَارَّ وَلَا نَافِعَ غَيْرُهُ، وَلَا مُحْيِيَ وَلَا مُمِيتَ غَيْرُهُ."

(الفتح الربانی مجلس:۶۱)

ترجمہ:... "بے شک مخلوق عاجز اور عدمِ محض ہے، نہ ہلاکت ان کے ہاتھ میں ہے، اور نہ ملک، نہ مالداری ان کے قبضے میں ہے، نہ فقر، نہ نقصان ان کے ہاتھ میں ہے اور نہ نفع، نہ اللہ کے سوا ان کے پاس ملک ہے، اور نہ اس کے سوا کوئی قادر ہے، نہ اس کے سوا کوئی دینے والا ہے نہ روکنے والا، نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے، نہ نفع دے سکتا ہے، نہ اس کے سوا کوئی زندگی دینے والا ہے نہ موت۔" ☆☆☆

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

قادیانیوں کو حج وعمرہ کی اجازت کیوں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

یہ بات اہالیانِ پاکستان کے علاوہ تقریباً تمام اہلِ ایمان بلکہ کفار تک کو معلوم ہے کہ قادیانیت اور اس کے پیروکاروں کا اسلام، ایمان، حج بیت اللہ، مسجد نبوی اور شعائر اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسی مقدس عبادت سمیت ہر چیز ان کی مسلمانوں سے الگ اور جدا ہے اور یہ بات خود قادیانی اپنی کتابوں میں بارہا لکھ چکے ہیں۔ اس کے باوجود ''چوری اور سینہ زوری'' کا مصداق یہ لوگ ہماری بیوروکریسی میں گھسے اسلام، پاکستان اور ملتِ اسلامیہ کے غداران کے تعاون اور امداد سے اپنے ناپاک وجود سے حرمین شریفین کی مقدس سرزمین کو ناپاک کرتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایذا اور تکلیف کا باعث اور موجب بنتے ہیں۔

حالانکہ یہ بات پاکستان کے آئین اور قانون کے علاوہ سعودی قوانین میں بھی طے ہوچکی ہے کہ قادیانی کافر، مرتد اور زندیق ہیں، ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور یہ کہ حرمین شریفین میں ان کا داخلہ ممنوع ہے۔ پتہ نہیں کیا وجہ ہے کہ ہماری حکومت، ہمارے مسلمان افسران اور بیوروکریسی کو یہ بات کیوں سمجھ میں نہیں آتی؟ لگتا ہے کہ شاید یا تو وہ قادیانیت کا مکروہ چہرہ پہچانتے نہیں یا اس کی سنگینی سے وہ کماحقہ واقف نہیں۔ اس لئے کہ جب کسی ادارہ کے ذمہ دار یا افسر کو یہ بتایا جاتا ہے کہ فلاں افسر جس کو آپ یہ ذمہ داری سونپ رہے ہیں یا کسی محکمہ میں بھیج رہے ہیں وہ قادیانی ہے، اسلام کا باغی ہے، ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے اور وہ اس منصب پر بیٹھ کر سب سے پہلے قادیانیت کی تبلیغ کرے گا اور پھر ملکی رازوں کو پاکستان دشمن ایجنسیز کو بتائے گا، جس سے پاکستان جغرافیائی اور نظریاتی اعتبار سے غیر محفوظ ہوجائے گا تو فوراً جواب ملتا ہے کہ ''ہم ادارہ چلانے کے لئے اس کو متعین کررہے ہیں، نماز کی امامت کے لئے نہیں۔'' نعوذ باللہ من ذالک۔

ان عقل کے یتیموں کو اتنا بھی علم نہیں کہ نماز پڑھانے سے زیادہ اہم معاملہ اسلامی مملکت کی سرحدوں کی حفاظت اور ملکی اداروں کو اسلامی نہج پر رکھنا اور چلانا ہے۔ اس لئے کہ جب ایک ادارہ اسلام دشمنوں کی سازشوں سے محفوظ نہیں رہے گا تو پورا ملک ان کی یلغار سے کیسے محفوظ رہ سکتا ہے؟ اس لئے ایسی دلیلیں دینے کی قطعاً ضرورت نہیں بلکہ ان قادیانیوں کی اسلام مخالف سازشوں اور پاکستان کے خلاف سرگرمیوں پر کڑی نگرانی رکھنے کی ضرورت ہے اور مسلم معاشرہ کو ان کے تسلط اور اثرات بد سے بچانا زیادہ اہم اور اشد ہے۔

یہ تمہید اس لئے ذکر کی کہ اخبارات میں آیا ہے کہ ایک قادیانی افسر نے حرمین شریفین میں داخلے پر پابندی کے باوجود حکومت پاکستان سے عمرے کی اجازت حاصل کرلی۔ آپ بھی اس خبر کو پڑھیں اور بیوروکریسی میں چھپی ان کالی بھیڑوں کی عقل پر ماتم کریں:

''اسلام آباد (رپورٹ: صدیق انظر) پاکستان کی بیوروکریسی میں چھپے قادیانی آفیسر نے حرمین شریفین میں داخلے پر پابندی کے باوجود حکومت پاکستان سے عمرے کی اجازت حاصل کرلی، تاہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے احتجاج پر وہ حرمین شریفین جانے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ وزارت صنعت و پیداوار کے ذیلی ادارے اسٹیٹ انجینئرنگ کارپوریشن میں تعینات ڈپٹی جنرل منیجر (ایڈمنسٹریشن) چوہدری نوید نذیر احمد نے لیٹر نمبر (۱۰۰۲) بحوالہ پی۔۱۰ کے تحت انٹرنیشنل پاسپورٹ اور عمرہ کی ادائیگی کی اجازت طلب کی ہے جبکہ لیٹر نمبر ۲(۲)۲۰۰۹۔ سیکشن کے تحت انہیں اجازت دے دی گئی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ قادیانی چوہدری نوید احمد سرگودھا کا

رہنے والا ہے اور اسلام آباد میں قادیانیوں کا سرپرست ہے جبکہ چوہدری نوید نذیر کے بارے میں یہ بھی معلوم ہوا ہے ان کے پاسپورٹ پر مذہب کے خانے میں احمدیہ لکھا ہوا ہے، مگر اس کے باوجود عمرے کی ادائیگی کے لئے حکومت پاکستان سے اجازت طلب کرتے رہے۔ مذکور قادیانی افسر اپنے ماتحت صحیح العقیدہ مسلمان افسران کے ساتھ بھی انتہائی تعصب کا مظاہرہ کرتا ہے۔ عمرے کی اجازت حاصل کرنے پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایکشن لینے پر چوہدری نوید حرمین شریفین میں داخل ہونے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے وزیراعظم سے مطالبہ کیا ہے کہ متعصب قادیانی افسر کے خلاف آئین پاکستان کے تحت مقدمہ درج کرکے اسے قرار واقعی سزا دی جائے۔“ (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۷؍مارچ ۲۰۱۴ء)

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب قادیانیوں کا حج پر ایمان نہیں، حرمین شریفین کا تقدس ان کا اعتقاد نہیں اور جن کے پیشوا یہ کہتے ہوں: ”کہ تم اس جگہ کیوں جاتے ہو جہاں کا دودھ خشک ہوگیا اور اب یہ قادیان سے جاری ہورہا ہے“ تو پھر یہ لوگ حرمین شریفین کیوں جاتے ہیں؟ اس سوال کا جواب ایک عینی شاہد سے سنیئے جو ان کا ہم عقیدہ رہا ہے، اور اس نے حرمین میں اپنی زندگی کا معتدبہ حصہ گزارا ہے اور اب وہ مسلمان ہوچکا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

”اسلام آباد (نیوز رپورٹر) جماعت احمدیہ نے پاکستان سے قادیانیوں کو حج اور عمرے پر بھیجنے کے لئے باقاعدہ نیٹ ورک قائم کرلیا ہے۔ حج کے دنوں میں یہ قادیانی افریقی ممالک سمیت دیگر غریب ممالک کے مسلمانوں میں گھس کر قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ نومسلم طاہر منصور جو جدہ میں جماعت احمدیہ کا ذمہ دار تھا، نے انکشاف کیا ہے کہ پاکستان سے منظم طریقے سے قادیانی عمرہ اور حج کی ادائیگی کے نام پر سعودی عرب جارہے ہیں۔ قادیانیوں کا جدہ میں ہیڈ آفس ہے جبکہ نومسلم نے یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانی بیوروکریٹ ان قادیانیوں کو مکمل مدد فراہم کرتے ہیں، جبکہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قادیانیوں کے ٹی وی چینلز تبلیغی پروگرام عربی میں نشر کرتے ہیں اور حج کے دن میدان عرفات میں قادیانی پہاڑوں پر خیمے لگاتے ہیں جہاں دیگر حاجیوں کو تبلیغ کی جاتی ہے۔“ (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۷؍مارچ ۲۰۱۴ء)

ایک بار مرزا ناصر احمد جو قادیانیوں کا خلیفہ گزرا ہے، اس نے یورپ کا دورہ کیا اور اس کی کوریج سعودی ٹیلی ویژن نے کی۔ اس مکروفریب سے پُر معاملہ کو اس وقت کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ نے سنا تو بڑے کرب وغم کی کیفیت میں اداریہ لکھا اور فرمایا کہ:

”دنیا بھر کے ستر کروڑ مسلمانوں کے لئے ڈوب مرنے کی بات ہے کہ ان کا قبلۂ اول یہودیوں کے قبضے میں ہے اور ”اللہ کا پہلا گھر“ قادیانی مرتدین کی یلغار کی زد میں ہے۔ رب کعبہ! تو بے نیاز ہے! ہمیں یہ روز بد بھی دیکھنا تھا کہ کعبہ کے پاسبانوں کے سامنے کعبے کی حرمت یوں لٹے گی؟ کون کہہ سکتا تھا کہ ”بیت المقدس“ پر موشے دایان اور حرم مقدس پر ظفر اللہ قادیانی مرتدیوں دندناتے پھریں گے اور پھر بھی عرب کے سادہ لوح ٹیلی ویژنوں پر مرزا ناصر کے دورے کی فلمیں دیکھیں گے؟ کاش عالم اسلام کے ستر کروڑ مسلمانوں کی غیرت نہ مرجاتی، یہ خود مرجاتے۔ تاکہ قیامت کے دن رب کعبہ کے سامنے روسیاہ نہ ہوتے۔ کاش! کوئی ہمارا پیغام عرب بھائیوں کو پہنچادے کہ وہ قادیانیوں کی پذیرائی کرکے عالم اسلام کے زخمی دلوں پر نمک پاشی نہ کریں۔“ (بصائر وعبر ج:۲ ص:۲۰۶)

اس لئے اب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یہ مطالبہ ہے کہ ا:... جو قادیانی سرکاری ملازم عمرے یا حج کی اجازت طلب کرے یا حرمین شریفین جانے کی کوشش کرے تو آئین کی شق (۳)۱۰۶ اور شق نمبر ۲۶۶ کے علاوہ پاکستان پینل کوڈ (سزا) ۲۹۵۔اے اور نیشنل رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۷۳ء کے تحت اسے سزا دی جائے۔ ۲:... پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کو نمایاں لکھا جائے۔ اس لئے کہ جب سے پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ ختم کیا گیا تو پاکستان کے اکثر قادیانیوں نے پاسپورٹ بنوالئے اور ان پاسپورٹوں پر حج وعمرہ کی ادائیگی کے نام پر سعودی عرب جاتے ہیں اور پاکستانی وسعودی گورنمنٹ کی آنکھوں میں دھول جھونک کر مسلمانان عالم کے قلوب کو مضطرب اور زخمی کرتے ہیں۔ ہم سعودی حکومت سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ایکشن لے کہ یہ قادیانی سعودی عرب کیسے پہنچ جاتے ہیں؟ اور جو پرائیویٹ ایجنسی ان کے ویزے لگواتی ہیں، ان کے لائسنس فی الفور منسوخ کئے جائیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

اسلام کے سچے پرستاروں کا کردار!

مولانا شمس الحق ندوی

اسلام انسانی عقل و شعور کے دور بلوغ کا آخری مذہب ہے اور اس کی دائمی رہنمائی کے لئے آیا ہے، اس لئے وہ سب مذاہب سے زیادہ عالمگیر بھی ہے اور جامع و مکمل بھی، اس کا مخاطب سارا عالم انسانیت ہے، اس کے دائرے سے انسانی زندگی کا کوئی گوشہ اور کوئی پہلو بھی باہر نہیں ہے، وہ اس کی جملہ دنیوی و اخروی، اور مادی و روحانی ضروریات کا کفیل اور مکمل ضابطۂ حیات ہے، اس میں دین و دنیا اور جسم و روح کی تفریق نہیں، بلکہ دنیا میں احکام الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرنے ہی کا نام اسلام ہے، اس میں اتنی وسعت ہے کہ وہ ہر دور کی صالح انسانی ترقی کا ساتھ دے سکتا ہے بلکہ اس میں اس کی رہنمائی کرسکتا ہے، لہٰذا دل کی گہرائیوں سے اس پر ایمان رکھنے والوں کو جب بھی حکومت و اقتدار کی باگ سونپی جائے گی، یہ ہماری دکھی دنیا نمونۂ جنت بن جائے گی، قرآن کریم کا ارشاد ہے:

"الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ" (الحج:۴۱)

ترجمہ: "یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے منع کریں۔"

یہ ہے اسلام پسندوں کی اسلام پسندی کا لب لباب اور پوری دنیائے انسانیت کے لئے اسلام کے دین رحمت ہونے کا خلاصہ اور نچوڑ کہ اگر اسلام کے سچے پرستاروں کو اقتدار و غلبہ حاصل ہوجائے تو دنیا میں حکومت و سیاست کے خاکے اس مختصر سے ارشاد ربانی کی روشنی میں بنیں گے، سماج و معاشرہ سے لے کر اقتصادیات و معاشیات، تجارت و کاروبار، سیر و تفریح، عدالتوں کے قوانین اور ضابطۂ فوج داری و تعزیرات، مختلف قوموں اور برادریوں کے ساتھ عدل وانصاف اور سب کے حقوق کی پاس داری حتی کہ ادب ولٹریچر، آرٹ و فنکاری سب کے سب اسی کے بنائے ہوئے خاکے کے مطابق چلیں گے۔

اگر اسلام کے سچے پرستاروں کو اقتدار و غلبہ حاصل ہوجائے تو دنیا میں حکومت و سیاست کے خاکے اس مختصر سے ارشاد ربانی کی روشنی میں بنیں گے، سماج و معاشرہ سے لے کر اقتصادیات و معاشیات، تجارت و کاروبار، سیر و تفریح، عدالتوں کے قوانین اور ضابطۂ فوج داری و تعزیرات، مختلف قوموں اور برادریوں کے ساتھ عدل وانصاف اور سب کے حقوق کی پاس داری حتی کہ ادب و لٹریچر، آرٹ و فنکاری سب کے سب اسی کے بنائے ہوئے خاکے کے مطابق چلیں گے

اس کائنات کے بنانے اور اس کے نظام کے چلانے والے مالک و خالق کی عبادت اور اس کے سامنے سر جھکانے اور اس کے حکموں پر چلنے کے ساتھ ساتھ اسلامی طرز حکومت اور گورنمنٹ کا نظام کچھ اس طرح ترتیب پائے گا کہ بیت المال کے بعد کوئی ننگا بھوکا نہ رہنے پائے گا، عدالتوں میں انصاف بکنے کے بجائے ملنے لگے گا، رشوت، چال بازی، جھوٹی گواہیوں اور قسموں کا خاتمہ ہوجائے گا، امیر کو کوئی حق، کوئی موقع، غریب کو ذلیل سمجھنے، اس کا حق مارنے اور ستانے کا باقی نہ رہ جائے گا، چوریاں اور بدکاریاں، ڈاکے اور قتل و غارت گری کا خاتمہ ہوجائے گا، ایک کمزور و ناتواں آدمی رات کے اندھیرے یا صحرا کے ویرانے میں سونے کا ڈلا یا روپے پیسے کی گٹھری لے کر چلے گا اور کسی کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہ ہوگی، غریبوں کا خون چوس کر تیار ہونے والی مہاجنی کوٹھیوں اور سود خوار ساہوکاروں اور بینکوں کے ٹاٹ الٹ جائیں گے، شرابی اور جواری اگر اپنی حرکت سے باز نہ آئیں گے تو شہر بدر کردیے جائیں گے، سنیما اور تھیٹر جو بے حیائی اور فحش کاری کا کھیل دکھا دکھا کر معاشرہ کی آنکھوں سے شرم ولاج

ختم کر کے بدکاری کا طوفان اٹھاتے ہیں، نہایت عریاں اور شرم سے سر جھکا دینے والے پوسٹر چھاپتے اور آزادیٔ نسواں کے نام پر اس صنف نازک کی عزت وآبرو کی دھجیاں اڑاتے ہیں، ان کی ان تمام شہوانی تماشا گاہوں کو یک قلم ختم کردیا جائے گا۔

گندے اور فحش ناولوں، اخلاق سوز افسانوں اور بے حیا شاعری کی جگہ پاکیزہ اور تعمیری ادبیات لے لیں گی، شہر ودیہات، کوچہ وبازار ہر جگہ انسانی شرافت اور پیار ومحبت کی شہنائیاں بجتی سنائی دیں گی۔

اسلامی ضابطۂ حیات کسی مخصوص قوم اور مخصوص زمانہ کے رسم ورواج پر قائم نہیں ہے بلکہ اس میں اس فطرت ومزاج کی پوری رعایت رکھی گئی ہے جس پر انسان پیدا کیا گیا ہے، جب انسان کی فطرت ہر زمانہ میں قائم ہے تو دین فطرت کے احکام وقوانین کو بھی قائم رہنا ضروری ہے ورنہ انسانی آبادی میں ایسے ایسے تغیرات ہوں گے جو اس کو جانوروں سے بھی بدتر بنادیں گے، جس کی تصویر اس وقت میڈیا دکھا رہا ہے، اس کے بعد تو انسان کو انسان بننے سے وحشت ہوگی۔

کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ لکھنؤ کے بلرام پور اسپتال میں دس بارہ سال کے ایک ایسے لڑکے کو علاج ومعالجہ کے ذریعہ انسانی فطرت پر لانے کی کوشش کی جارہی تھی جس کو بچپن میں بھیڑیا اٹھالے گیا تھا، مگر خدا کی قدرت کہ بھیڑیے نے اس بچہ کو کھایا نہیں بلکہ اس کی مادہ جو بچے دیئے ہوئے تھی، اپنے بچوں کے ساتھ اس کو بھی پالتی رہی اور اس ماحول میں اس بچے کے چلنے کا انداز غذا اور بولنا سب تبدیل ہوگیا تھا، اس کو انسانوں سے وحشت ہوتی تھی، اس کو دیکھنے کے لئے ایک بھیڑ لگی رہتی تھی، لوگ اس پر خرچ کرنے کے لئے روپے بھی دیتے تھے لیکن چونکہ ماحول اس کی فطرت پر اثر انداز ہوگیا تھا، وہ دہشت زدہ رہتا تھا بالآخر تاب نہ لاکر مرگیا۔ ۱۹۵۸ء یا ۱۹۵۹ء کا واقعہ ہے، خود راقم سطور نے بھی اس لڑکے کو دیکھا تھا۔

یہ تو سب جانتے ہیں کہ ایک شریف گھرانے کا بچہ جب چوروں اور اچکوں کے ماحول میں رہنے لگتا ہے تو اس کو اپنے گھر کے باوقار وسنجیدہ وشریفانہ ماحول سے وحشت ہونے لگتی ہے، ہماری آج کی دنیا کچھ اسی طرح کی صورت حال سے دوچار ہے، مغربی اخلاق وتہذیب نے اس کی مادہ پرستی اور شہوت رانی نے نظام عالم کو ایسے سانچے میں ڈھال دیا ہے کہ انسان اپنی فطرت سے بہت دور نکل چکا ہی، فطرت سے دور نکل جانے کے بعد اس نے ہوس رانی اور من مانی زندگی کی ایسی دنیا بنالی ہے کہ فطرت کی طرف لوٹنے میں اس کو وحشت ہورہی ہے، اس لئے تمام قومیں اور لوگ جو اس نئے اور آوارہ تہذیب کے دام فریب میں پھنس چکے ہیں، ان کو اسلام اور اسلام پسندوں سے وحشت ہوتی ہے، وہ اس ڈر سے کہ کہیں اس صاف ستھرے اور فطرت انسانی کے ترجمان پاکیزہ نظام حیات کا چلن نہ ہوجائے، خائف رہتے ہیں اور اس سے بچنے کے لئے اس کو ان ناموں سے یاد کرتے ہیں جن سے لوگوں کو اس اسلام سے اس طرح خوفزدہ کریں جیسے سانپ، بچھوؤں اور زہریلے جانوروں اور جراثیم سے ڈرایا اور خوف زدہ کیا جاتا ہے، لہٰذا صحافت و میڈیا کی پوری طاقت اس کے خلاف لگی ہوئی ہے، کوئی بات کتنی ہی غلط ہو لیکن جب بار بار اس کو دہرایا جائے، طرح طرح کے عنوانوں سے اس کی خوبیاں بیان کی جائیں تو وہ بُری اور سو فیصد غلط باتیں بھی سچ اور درست معلوم ہونے لگتی ہیں۔

> پوری انسانی تاریخ اور تمام انبیاء کرام کی سیرتیں اس کی گواہ ہیں کہ ہر عہد وزمانہ میں اسلام کی مخالفت ہوئی ہے، اس پر طنز وتعریض کے تیروں کی بوچھاڑ ہوئی ہے لیکن دین حق کا چراغ تمام طوفانوں سے گزر کر زندہ وتابندہ رہا ہے اور مخالفت پر آمادہ قومیں تباہ وبرباد ہوتی رہی ہیں

اس وقت اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مغربی قوموں اور اس کے ازلی دشمن یہود ونصاریٰ نے یہی انداز اپنا رکھا ہے اور اس کے اثر سے مشرق کی باحیا قومیں بھی اس کی ہم نوائی کرنے لگی ہیں، اس لئے کہ اسلام آئے گا اور اسلام پسندوں کو دنیا کا نظام چلانے کا موقع ملے گا تو حیا وشرم سے عاری اور مال ومادہ کے ان بھوکوں کو جو کمزوروں کی عزتوں سے کھلواڑ کرتے ہیں، ان کا خون چوس چوس کر رنگ رلیاں مناتے ہیں، ان سب کا خاتمہ ہوجائے گا، یہ ہے اسلام اور اسلام پسندوں سے ڈر اور خوف کا سبب جس کی وجہ سے اس کی مخالفت میں ہر چہار طرف شور وغوغا مچا ہوا ہے اور اس میں وہ نام کے مسلمان بھی شامل ہوجاتے ہیں جنہوں نے مغربی تہذیب کے اثر سے اپنی فطرت سلیم پر گرد وغبار ڈال لیا ہے اور جب وہ مغربی تہذیب کی عینک سے اسلام کو دیکھتے ہیں تو ان کو

اس میں تنگی نظر آتی ہے، وہ گھٹن وچبھن محسوس کرتے ہیں، اس لئے وہ بھی وہی بولی بولنے لگتے ہیں جو ان کا مغربی استاذ بولتا ہے۔

یہ اسلام کے لئے کوئی نئی بات نہیں ، پوری انسانی تاریخ اور تمام انبیاء کرام کی سیرتیں اس کی گواہ ہیں کہ ہر عہد وزمانہ میں اسلام کی مخالفت ہوئی ہے، اس پر طنز وتعریض کے تیروں کی بوچھاڑ ہوئی ہے لیکن دین حق کا چراغ تمام طوفانوں سے گزر کر زندہ وتابندہ رہا ہے اور مخالفت پر آمادہ قومیں تباہ وبرباد ہوتی رہی ہیں اور پھر جب بالفاظ علامہ سید سلیمان ندوی ؒ: ''اس ربانی خم خانہ عشق کا آخری ہوش مند سرشار، ریاض محبت کی بہار جاوداں کا آخری نغمہ خواں عندلیب، نظارۂ جمال حقیقت کا پہلا مشتاق، مستور ازل کے چہرۂ زیر نقاب کا پہلا بند کشا۔ آیا تو اس کو بھی مخالفتوں ہی کا سامنا کرنا پڑا، اپنوں نے بے گانوں سے زیادہ مارا اور ستایا، ہنسی مذاق اڑایا، مگر پھر دنیا نے کیا دیکھا، غرور و گھمنڈ کے متوالے کس طرح مٹتے یا حلقہ بگوش اسلام ہوتے گئے، جس بادشاہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامۂ مبارک کو پھاڑا، اس کے ملک وحکومت کے چیتھڑے اڑ گئے، آج جب اسلام کے اس آخری نغمہ سرا کو دنیا سے گئے ساڑھے چودہ صدیاں گزر چکی ہیں اور تاریخ کے اس اتار چڑھاؤ کے ساتھ گزر چکی ہیں جو ہر پڑھے لکھے انسان کی نظروں میں ہے، اسلام ان سارے طوفانوں سے گزر کر آج بھی ویسے ہی زندہ و تابندہ اور انسانیت کا نجات دہندہ ہے جیسے روز اول تھا، اس وقت بھی جو طوفان اسلام کے خلاف بپا ہے، یہ طوفان بھی چلتا رہے گا لیکن اسلام پر آنچ نہ آنے پائے گی، مٹیں گے وہی جو اسلام کو مٹانا چاہیں گے جیسا کہ ہوتا آرہا ہے اور مٹی ہوئی قوموں کی تاریخ اس کی شاہد ہے، مخالفتوں اور اسلام کے خلاف سازشوں کے اس طوفان میں فرزندانِ توحید کا امتحان ہے کہ وہ اس پر جمے رہیں اور ان مخالفتوں سے گھبرا کر ہمت نہ ہاریں خیر امت ہونے کی ان پر جو ذمہ داری ہے، کسی اشتعال وجذباتیت کا شکار ہوئے بغیر اس کو ہمت وحوصلہ کے ساتھ اور ان آداب کے ساتھ جو قرآن کریم اور رسول اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتائے ہیں، ادا کرتے رہیں مخالفتوں کے یہ بادل اٹھتے اور چھٹتے رہے ہیں، یہ بھی چھٹ جائیں گے اور خدائی مدد آئے گی جیسے اسلام کی ساڑھے چودہ سو سالہ تاریخ میں آتی رہی ہے مگر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کب آئے گی اور کتنے امتحانوں کے بعد آئے گی، بس اتنا ہی کہا جاسکتا ہے کہ: ''للّٰہ جنود السمٰوٰت والارض۔''

شرط ہے تو یہ کہ اسلامی احکامات وشعائر پر استقامت کا مظاہرہ کیا جائے اور اپنی امکانی کوشش و کاوش کو کام میں لانے سے دریغ نہ کیا جائے اور جوش وجذبہ کا شکار ہو کر کوئی عاجلانہ ناعاقبت اندیشانہ اور غیر حکیمانہ قدم نہ اٹھایا جائے، اخیر میں پھر ترجمانِ اسلام علامہ سید سلیمان ندویؒ ہی کے قلم کے چند نقوش کو اسلام کی ابدیت کے ثبوت میں عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ اسلامیوں کو اپنے اسلام پر اعتماد ویقین حاصل ہو اور اسلام مخالفوں کے لئے غور وفکر کا ایک جھروکا کھلے، حضرت سید صاحبؒ فرماتے ہیں:

''اسلام دنیا میں خدا کا آخری پیغام ہے، وہ دنیا میں مذہب کی تکمیل ہے، وہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں دین الٰہی کی عمارت کا آخری پتھر ہے، وہ دین فطرت ہے اور فطرت کے مطابق ہے، وہ دنیا میں اس وقت صلح وامن کا جھنڈا اڑاتا آیا جب دنیا خاک وخون میں لتھڑی ہوئی تھی، وہ اس خدا کا منادی ہے جو رحم مجسم، عدل مجسم، نیکی محض، خیر کل اور امن وامان ہے، وہ ظلم وستم، بے اطمینانی واضطراب، شک وشبہ کے طوفانوں سے بھاگ کر مامن وماوی کے طلب گاروں کو ایک ہی پناہ کی جگہ بتاتا ہے: ''ففروا الی اللّٰہ'' ...ہر طرف سے بھاگ کر اللہ کی طرف جاؤ...'' ☆☆

یورپی ممالک گستاخ رسول کے لئے تین ماہ کی قید کی سزا مقرر کردیں،

انعام واپس لے لوں گا: غلام احمد بلور

ڈیرہ اسماعیل خان (آئی این پی) عوامی نیشنل پارٹی کے رہنما اور سابق وفاقی وزیر غلام احمد بلور نے کہا ہے کہ یورپی ممالک گستاخ رسول کے لئے تین ماہ قید کی سزا مقرر کردیں، میں گستاخ رسول کے لئے ایک کروڑ انعام کا اعلان واپس لے لوں گا۔ وہ اتوار کو یہاں پیر عبداللہ المعروف پیر بادشاہ گیلانی کے عرس کی اختتامی تقریب سے خطاب کررہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے جب گستاخ رسول کے سر کی قیمت ایک کروڑ مقرر کی تو مجھے کہا گیا کہ آپ کو وزارت سے نکال دیا جائے گا، پارٹی سے باہر ہو جائیں گے اور آپ پر یورپ کا ویزا بند کردیا جائے گا۔ میں نے کہا کہ مجھے یورپ کے ویزے اور وزارت کا شوق نہیں، مجھے مدینہ سے محبت ہے اور اسی پر میں فخر کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں عاشق رسول کہلانے کا خود کو مستحق نہیں سمجھتا بلکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کی جوتیوں میں بیٹھنا ایک اعزاز سمجھتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ضروری ہے اس کے بغیر کامیابی نہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت کراچی، ۱۷؍مارچ ۲۰۱۴ء)

حضرت مولانا زبیر الحسن کاندھلویؒ کی رحلت

مولانا محمد ازہر

کاندھلہ (ضلع مظفرنگر، انڈیا) کی زرخیز مٹی سے پیدا ہونے والے علماء وصلحا میں سے ایک اور مرد کامل نے داعی اجل کو لبیک کہا یعنی حضرت مولانا الٰہی بخش کاندھلویؒ، مولانا مظفر حسین کاندھلویؒ، حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ اور حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے علمی و دینی خانوادے کے چشم و چراغ حضرت مولانا زبیر الحسن کاندھلویؒ دہلی میں انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا زبیر الحسن کاندھلویؒ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنیؒ کے حقیقی نواسے اور دعوت وتبلیغ کی عالمی تحریک ''تبلیغی جماعت'' کے امیر تھے۔ آپ کو ۱۹۹۵ء میں اپنے والد ماجد حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ کے انتقال کے بعد جماعت کا امیر مقرر کیا گیا، کم وبیش دو دہائیوں تک آپ نے اس منصب کی نازک ذمہ داریوں کو اس طرح نبھایا کہ داعی کبیر حضرت مولانا محمد الیاسؒ، حضرت جی مولانا محمد یوسفؒ اور اپنے والد ماجد حضرت مولانا انعام الحسنؒ کے زہد و ورع، اتباع سنت، توکل واستقامت اور امت کے لئے غمخواری و بے قراری کی یاد تازہ کردی، مولانا صدق وصفا اور زہد وتقویٰ ہی میں نہیں مقبولیت و محبوبیت میں بھی اپنے پیش رو بزرگوں کے جانشین تھے۔ مختلف تبلیغی اجتماعات میں ان کی پرسوز دعائیں قلوب میں تلاطم برپا کردیتی تھیں۔ جب وہ رو رو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتے اور بار بار دین کی سربلندی اور امت کی اصلاح کی التجائیں کرتے ہوئے اللہ کو پکارتے تو یوں محسوس ہوتا کہ لفظ اللہ ان کے دل کی گہرائی سے نکل کر دوسروں کے دلوں کی گہرائی تک پہنچ رہا ہے۔

''ہر چہ از دل خیزد بر دل ریزد''

حضرت مولاناؒ کی پیدائش ۳۰/مارچ ۱۹۵۰ء کو کاندھلہ میں ہوئی۔ تعلیم کا آغاز قدوۃ الصلحا، حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کی بابرکت ''بسم اللہ'' سے ہوا۔ ۱۹۷۱ء میں آپ نے جامعہ مظاہر العلوم سہارن پور سے دستار فضیلت حاصل کی۔ بیعت کا تعلق شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے تھا۔ ۱۹۷۸ء میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے آپ کو اجازت و بیعت خلافت سے نوازا اور اس موقع پر بہت ہی قیمتی نصائح فرمائیں۔ اس خلافت نامہ میں ایک اہم وصیت یہ بھی تھی کہ جب تک آپ کے والد

قادیانیوں کے خلاف قوانین کے خاتمے کا امریکی مطالبہ مسترد: مذہبی جماعتیں

امریکی سفیر طلب کیا جائے، عالمی برادری قادیانیوں کی پشت پناہی ترک کرے:

سیّد منور حسن، مولانا عبدالحفیظ مکی، مولانا عبدالمجید لدھیانوی

لاہور (خبر ایجنسیاں) مذہبی آزادی کے بارے میں امریکی مشاورتی پینل کمیٹی کی جانب سے قادیانیوں کے خلاف قوانین ختم کرنے کے مطالبے کو جماعت اسلامی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی نے سختی کے ساتھ مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ مطالبہ پاکستان کے اندرونی امور میں جارحانہ مداخلت ہے۔ حکومت امریکی سفیر کو طلب کرکے احتجاج کرے، قادیانیوں کی حیثیت کے حوالے سے قوانین بدلے گئے تو قوم اٹھ کھڑی ہوگی۔ منصورہ میں تربیت گاہ کے شرکاء سے خطاب میں امیر جماعت اسلامی سیّد منور حسن نے امریکی مطالبات کی شدید مذمت کی اور امریکی سفیر کو طلب کرکے احتجاج کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ حکمرانوں کے ظالمانہ رویے کی وجہ سے امریکا کو مذہبی معاملات میں ڈکٹیشن دینے کی جرأت ہوئی، امریکا نے پاکستان کی توہین کی ہے، ۱۹۷۳ء کا متفقہ آئین بدلنے کی کوشش کی تو قوم اسلامی قوانین کے تحفظ کے لئے کٹ مرے گی۔ متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے مولانا عبدالحفیظ مکی، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، سیّد عطاء المہیمن شاہ بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی قرآن وسنت واجماع امت کی روشنی میں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ عالمی برادری قادیانیوں کی پشت پناہی ترک کرے، یہ سب مل کر بھی قادیانیوں کو مسلمانوں میں شامل نہیں کرسکتے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا عبدالمجید لدھیانوی، ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے امریکی مطالبے کو احمقانہ حقائق کے منافی قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ہم قادیانیوں سے متعلق قوانین ختم نہیں ہونے دیں گے۔ قادیانی پاکستانی آئین نہ مان کر آئین سے بغاوت کررہے ہیں۔ قادیانیوں سے متعلق قوانین ختم کرنے کی کوشش کسی صورت برداشت نہیں کی جائے گی۔ (روزنامہ امت کراچی، ۱۹/مارچ ۲۰۱۴ء)

ماجد حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ زندہ ہیں، میوات اور مرکز نظام الدین میں کسی کو بیعت نہ کریں البتہ مولانا انعام الحسن کے بغیر میوات کے علاوہ کسی اور جگہ کا سفر ہو اور کوئی شخص درخواست کرے تو اسے بیعت کرلیں۔ یہ بھی ہدایت فرمائی کہ معمولات کی پابندی ترقیات کا زینہ ہے، جتنی پابندی کریں گے انشاء اللہ اتنی ہی ترقی ہوگی۔

اس نصیحت میں نوجوان فضلاء اور دعوت کے کام میں لگنے والے نئے حضرات کے لئے سبق ہے کہ ان کی جملہ ترقیات اکابر کی اتباع اور سرافگندگی و عاجزی میں پنہاں ہیں۔ خود رائی اور سرکشی اسباب محرومی ہیں۔ مولانا زبیر الحسنؒ نے تاعمر حضرت شیخ کی ان ہدایات کو مشعل راہ بنائے رکھا۔ حضرت مولانا انعام الحسنؒ کے ۱۹۹۵ء میں اس دار فانی سے کوچ کرنے کے بعد حضرت مولانا زبیر الحسنؒ کو متفقہ طور پر جماعت کا امیر بنایا گیا۔ اپنے پیش روؤں کی طرح وہ بھی دین کے سچے داعی، مخلص خادم و سراپا اخلاص، غم خوار اور فکر اصلاح میں بے تاب و بے قرار تھے۔ ان کی تقریر اور ان کی گفتگو سے شب و روز اسی غم کا اعلان و اظہار ہوتا تھا۔ مولانا کے قریبی رفقاء کا کہنا ہے کہ انہوں نے زندگی بھر دنیوی تقریبات میں شرکت کو بھی ترجیح نہیں دی۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ تبلیغی جماعت کے عالمی مرکز بنگلہ والی مسجد حضرت نظام الدین میں گزرا یا تبلیغی اسفار میں۔ حضرت مولانا انعام الحسنؒ کے وصال کے بعد وہ رائے ونڈ کے عالمی تبلیغی اجتماع میں پابندی سے تشریف لاتے، آپؒ کے پرخلوص بیان اور پرسوز دعا سے آپؒ کے والد ماجد کی یاد تازہ ہو جاتی، وہ اپنے والد ماجد اور اپنے نانا (حضرت شیخ الحدیثؒ) کی علمی و دعوتی فکر کے سچے اور مخلص وارث و امین تھے۔ یہ ان کے دل کی تڑپ اور آواز تھی کہ مسلمان حقیقی دین اسلام کو سمجھ لیں اور قرآن و حدیث کے مطابق اپنی زندگیاں گزاریں۔

مولانا کی رحلت کا صدمہ صرف برصغیر میں نہیں پوری دنیا میں محسوس کیا جائے گا، اس لئے کہ ان کی دعوت و تبلیغ کی جولانگاہ صرف ہندوستان و پاکستان نہیں پورا عالم تھا، ان کی جدائی پورے عالم اسلام کا نقصان ہے۔ عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند نے آپ کی رحلت کو ملت اسلامیہ کا عظیم نقصان قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ مولانا ذاتی طور پر بھی بلند اسلامی، اخلاق اور اوصاف حمیدہ کے مالک تھے، ہر ملاقات کرنے والا آپ کی شخصیت میں ایک عالمانہ اور بزرگانہ کشش اور قربت محسوس کرتا تھا اور آپ ذاتی زندگی میں انتہائی سادہ، قناعت پسند اور اسلاف کا نمونہ تھے۔ آپ کو دیکھ کر اسلاف اور صحابہ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی اور دیکھنے والا اپنے آپ کو چند لمحوں کے لئے اسلام کے ابتدائی عہد میں پاتا تھا۔

حضرت مولانا کی نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں محتاط اندازے کے مطابق کم و بیش دو لاکھ افراد شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ امت کے لئے مولانا کے درد و غم اور اخلاص کو قبول فرماتے ہوئے انہیں مقربین میں مقامات عالیہ نصیب فرمائیں اور مسلمانوں کو ان کا ایسا جانشین عطا فرمائیں جو ان کے خلا کو پُر کر سکے۔ آمین۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۱؍مارچ ۲۰۱۴ء)

مذہبی معاملات میں مداخلت برداشت نہیں: مولانا فضل الرحمن

حکومت انسداد توہین رسالت اور قادیانیوں سے متعلق قوانین پر عمل درآمد روکنے کے امریکی مطالبے کا نوٹس لے کر رد عمل ظاہر کرے

مذاکراتی عمل کو اسٹیبلشمنٹ کی معاونت حاصل ہونا خوش آئند، اب سنجیدگی دکھانا چاہئے: پارٹی رہنماؤں سے گفتگو

لاہور (نیوز رپورٹر) جمعیت علماء اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمن نے امریکا کی جانب سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے اور انسداد توہین رسالت کے قانون کے خاتمے اور دیگر قوانین پر عمل درآمد روکنے کے مطالبے کی مذمت کرتے ہوئے اسے پاکستان کے مذہبی اور آئینی معاملات میں مداخلت قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت اس بات کا سنجیدگی سے نوٹس لے اور وزارت خارجہ اس واقعہ پر رد عمل کا اظہار کرے۔ انہوں نے کہا کہ سابقہ اور موجودہ حکمرانوں کے غلط طرز حکومت کی وجہ سے بیرونی قوتوں نے اب دینی معاملات میں بھی کھلم کھلا مداخلت شروع کر دی ہے۔ عوام دینی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت برداشت نہیں کریں گے۔ جے یو آئی کے مرکزی میڈیا سیل کے مطابق وہ مختصر تقریبات سے خطاب اور پارٹی رہنماؤں مولانا قمر الدین، ملک سکندر خان ایڈووکیٹ، مولانا محمد امجد خان، مفتی ابرار احمد اور دیگر سے گفتگو کر رہے تھے۔ مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ مذاکراتی عمل کو اسٹیبلشمنٹ کی معاونت حاصل ہونا خوش آئند ہے، اب مذاکرات کا عمل سنجیدگی کے ساتھ آگے بڑھنا چاہئے۔ مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ لگتا ہے کہ حکمران اپنے منشور پر عمل کرنے کی بجائے آئی ایم ایف کے منشور پر عمل پیرا ہیں.....

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۷؍مارچ ۲۰۱۴ء)

تشکیل معاشرہ میں

اسلامی قانون کا کردار!

گزشتہ سے پیوستہ

قاری عبدالرؤف مدنی، پشاور

ناپ تول:

اسلامی قانون عام تجارتی معاملات میں "اَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ" (الانعام:۱۵۲) "ناپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو" اسی طرح قرآن پاک کی سورۂ تطفیف میں فرمایا گیا ہے کہ ان لوگوں کے لئے حسرت وناکامی ہے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، جب وہ لوگوں سے ناپ کرلیں تو پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ یا تول کردیں تو کم کردیتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کو یقین نہیں کہ وہ مر کر ایک ہولناک دن کے لئے اٹھائے جائیں گے؟ جس دن سارے جہانوں کے مالک کے سامنے اپنے اعمال کا حساب دینے کو کھڑے ہوں گے۔ اسلامی قانون "اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ" (المائدۃ:۱) کہہ کر معاہدات کی پابندی کرنے پر زور دیتا ہے کہ روز قیامت تم سے تمہارے وعدوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

انسان محض معاشی حیوان نہیں:

اسلام، انسان کے لئے محض معاشی حیوان بنا پسند نہیں کرتا جو رات دن اپنی تجوری کو بھرنے میں لگا رہے۔ وہ "امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" کو ہر مسلمان کا انفرادی اور اجتماعی فریضہ قرار دیتا ہے۔ ساتھ ہی وہ معاشرہ میں امور خیر کی انجام دہی کے لئے یاد دلاتا ہے کہ ان کے مال میں سائل اور محروم کے لئے بھی حق ہے۔ "وَفِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ" (الذاریات:۱۹) "یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ" (البقرۃ:۲۱۹) اے رسول ﷺ! لوگ آپ سے خرچ کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، فرمادیجئے کہ جو تمہاری ضرورت سے زائد ہو، وہ راہ خدا میں خرچ کرو۔ انفاق فی سبیل اللہ کے اس قرآنی حکم کے ساتھ "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" (آل عمران:۹۲) بھی ارشاد ہورہا ہے کہ اللہ کی راہ میں وہ مال خرچ کرو جو تم کو محبوب ہے۔" یہاں تفصیلات بیان کرنے کا موقع نہیں، اس قدر عرض کردوں کہ تقریباً ساڑھے پانچ سو آیات قرآن پاک کی ایسی ہیں جو اسلامی قوانین واحکام سے متعلق ہیں اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی ہزارہا احادیث اور آثار موجود ہیں، جنہیں اسلامی معاشرہ کی تشکیل اور اسلامی قانون کے مأخذ کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔

تعزیری قوانین:

اب ذرا تعزیری قوانین کی طرف آیئے! انسان کی صفت جو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: "اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا" (الاحزاب:۷۲) انسان کے ظالم ہونے پر صریح نص ہے۔ وہ معاشرے پر مختلف انداز سے ظلم ڈھاتا ہے۔ ان میں اس کے وہ افعال جو پورے معاشرے کے لئے گندگی اور خرابی اخلاق کا موجب ہوں، تعزیری معاملہ میں ان کی طرف اسلامی قانون اپنی پہلی توجہ مرکوز کرتا ہے، چنانچہ اسلامی فوجداری قانون کے دو حصے ہیں: ایک وہ جرائم اور سزائیں ہیں، جن کا ذکر قرآن پاک میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، یا رسول اکرم ﷺ اور خلفاء راشدینؓ سے ثابت ہیں اور دوسری قسم ان جرائم اور سزاؤں کی ہے، جن کے تعین کے لئے حاکم وقت کو

اسلام، انسان کے لئے محض معاشی حیوان بنا پسند نہیں کرتا جو رات دن اپنی تجوری کو بھرنے میں لگا رہے۔ وہ "امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" کو ہر مسلمان کا انفرادی اور اجتماعی فریضہ قرار دیتا ہے۔ ساتھ ہی وہ معاشرہ میں امور خیر کی انجام دہی کے لئے یاد دلاتا ہے کہ ان کے مال میں سائل اور محروم کے لئے بھی حق ہے

آزاد چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ زمانہ کے حالات اور اپنی صوابدید کے موافق جو سزا چاہے اور مناسب سمجھے، مجرموں کو دے، تاکہ معاشرہ سے جرائم کا سدباب ہو۔

جہاں تک ان جرائم اور سزاؤں کا تعلق ہے جو قرآن پاک میں مذکور ہیں، ان میں سرفہرست زنا، چوری، قتل، بغاوت وغیرہ آتے ہیں۔ اسلامی قانون زنا کے جرم کے سلسلے میں بڑا سخت گیر واقع ہوا ہے۔ قرآن سب سے پہلے تو یہ حکم دیتا ہے کہ ”لَاتَقْرَبُوْا الزِّنَا“ (الاسراء:۳۲) یعنی ”زنا کے قریب ہی نہ پھٹکو“ اور اگر کوئی اس حکم کے باوجود اس حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے تو حکم دیتا ہے:

”اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَاتَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔“ (النور:۲)

ترجمہ: ”جو عورت و مرد زنا کرے تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہو تو اللہ کے دین کی بات پر عمل کرنے میں ان دونوں سے نرمی نہ برتنا۔ نیز یہ کہ جس وقت ان کو سزا دی جائے تو مسلمانوں کا ایک گروہ موجود ہو، تا کہ وہ ان کا حشر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر عبرت پکڑیں۔“

مقام افسوس ہے کہ اس مملکت خداداد پاکستان میں سو کوڑوں کی سزا اور زانی وزانیہ کے ساتھ نرمی نہ برتنے کے صریح حکم قرآنی کے باوجود تعزیرات پاکستان میں زنا کا جرم آج بھی قابل راضی نامہ ہے۔

اسلامی قانون میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹ ڈالنا ہے۔ قرآن کا صاف وصریح حکم ہے: ”اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَهُمَا“ (المائدۃ:۳۸) لیکن ہمارے معاشرے میں چوری کی جو سزا ہے، وہ آپ سب کو معلوم ہے۔ اسی طرح قتل کے جرم میں اسلامی قانون میں قصاص یعنی جان کے بدلے جان اور اگر مقتول کے ورثاء راضی ہو جائیں تو دیت یعنی خون بہا کا حکم ہے۔ یہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مہربانی اور آسانی ہے۔ قصاص کا قانون اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ معاشرہ کے افراد آپس کی خون ریزی سے اجتناب کریں۔

اسی طرح جو لوگ رہزنی کا ارتکاب کریں یا بغاوت کے ذریعہ ملک میں فساد مچائیں، ان کی سزا قرآن میں یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے یا گرفتار کر کے سولی دے دی جائے یا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹ ڈالا جائے یا قید کیا جائے اور ان کو جلاوطن کر دیا جائے۔ البتہ اگر وہ توبہ کرلیں تو انہیں معاف کر دیا جائے۔ (اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرلیں تو رہزنی کی حد ساقط ہو جاتی ہے، لیکن حقوق مالی واجب رہتے ہیں، نیز اگر کسی کو قتل کیا ہو تو قصاص بھی آتا ہے اور گرفتار ہونے کے بعد توبہ بھی معتبر نہیں ہے) یہ حکم ان کے لئے ہے جو ایک اسلامی حکومت میں فتنہ وفساد کا بازار گرم رکھیں اور مسلمانوں کی جان و مال، آبرو اور خود اسلامی حکومت کے درپے ہوں، جس کو عام اصطلاح میں غداری یا بغاوت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اسلامی قانون دیگر جسمانی سزاؤں کے سلسلے میں عدل اور برابری کا مطالبہ کرتا ہے، چنانچہ ”اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ۔“ (المائدۃ:۴۵) کا قائل ہے، یعنی یہ کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخم کے بدلے اسی جیسا زخم۔

اسلامی قانون شراب نوشی کو حرام قرار دیتا ہے، اس لئے کہ وہ ام الخبائث ہے۔ دوسری اخلاقی خباثتوں کو جنم دیتی ہے اور اس کے لئے خلافت راشدہ میں اسی کوڑوں کی سزا مقرر تھی، لیکن بدقسمتی سے ہمارا قانون ملکی اس کو صرف امن وامان کے نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے۔

اسلامی قانون ”اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ۔“ (الاعراف:۳۵) کی تعمیل میں تمام فواحش اور منکرات کو حرام کہتا ہے اور فحاشی، جنسی بے راہروی اور بے حیائی کو قانوناً جرم قرار دیتا ہے۔ یہ ہے اسلامی قانون فوجداری کا وہ خلاصہ جو اس کائنات کے پیدا کرنے والے نے جو انسانوں کی اچھی اور بری، کھلی اور چھپی سب باتوں کو جاننے والا ہے، مقرر فرمایا ہے۔ آپ کہیں گے کہ اسلامی قانون فوجداری سخت گیر واقع ہوا ہے۔ میں کہوں گا: بے شک اسلامی قانون سخت گیر ہے، وہ معاشرے کو مفاسد سے پاک رکھنا چاہتا ہے اور شخصی ملزم کے حق میں نرم رجحان کے خلاف ہے، جس کے نتائج آپ روزانہ اخباروں میں پڑھتے ہیں۔ جسٹس اے آر کارنیلیس جو پاکستان کے چیف جسٹس رہ چکے ہیں جنہیں مغربی قوانین کو جاننے اور برتنے کا اس برصغیر میں تقریباً چالیس سال تک موقع ملا ہے اور جو اسلامی قانون کی برتری اور عظمت کے بھی قائل ہیں، انہوں نے ۲۷/ اگست ۱۹۶۵ء کو آسٹریلیا میں وزرائے قانون اور اٹارنی جنرلز کی ایک کانفرنس کے دوران اپنے مقالہ میں فرمایا تھا:

”زمانہ حال کے قانون فوجداری کے ماہرین کے لئے ملزم کی ذات کے تحفظ کا مسئلہ خصوصی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اس ضمن میں ان کی توجہ نئے اور بعید از فہم عذرات کی جانب مرتکز ہے۔ اگر پاکستان میں فوجداری کارروائیوں کا

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

میرے والد، میرے مرشد و مربی، عالم ربانی

مجاہد ختم نبوت مولانا عبدالمتین رحمۃ اللہ علیہ

مفتی سعیداللہ خان قاسم

جان کر منجملہ خاصانِ میخانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے
(جگر مرادآبادی)

۲۴/ستمبر ۲۰۱۳ء بروز منگل اہل گوجر خان خصوصاً ہمارے لئے ایک آزمائش اور امتحان سے کم نہیں تھا۔ اس لئے کہ اس دن بندہ کے مرشد و مربی حضرت والد ماجد مولانا عبدالمتینؒ اپنے تمام متعلقین، معتقدین، شاگردوں اور وسیع حلقہ احباب کو یتیم و بے سہارا چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی کے پاس جا پہنچے۔ بعد نماز عصر ہزاروں افراد کی موجودگی اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب (جو کہ حضرتؒ کے زمانہ طالب علمی کے دوست اور مخلص ساتھی ہیں) کی اقتداء میں نماز جنازہ سول کلب میں جی ٹی روڈ گوجر خان میں ادا کی گئی، بعد نماز مغرب حضرتؒ کے قائم کردہ ادارہ جامعہ المتین قاسم آباد میں ہمیشہ کے لئے اس علم و عمل کے پیکر، صبر و استقامت کے پہاڑ اور منور و حسین چہرے والے کو اپنے رب کے حوالہ کر دیا گیا۔ شہر ایک عظیم علمی و روحانی شخصیت سے محروم ہو گیا۔ آپ نے اپنی زندگی کا دو تہائی حصہ اہل علاقہ کو دین سکھاتے سکھاتے اور راہِ راست پر لگانے کے لئے گزارا۔ بے شمار مساجد و مدارس کی بنیادیں رکھیں، ختم نبوت کی تحریک میں صف اول کے مجاہدوں میں سے تھے، تحریک نظام مصطفیٰ اور ختم نبوت کی دیگر تحریکوں میں تحصیل گوجر خان کے علاقہ کے روح رواں تھے۔ بقول معروف مذہبی اسکالر حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ کے کہ تحریک ختم نبوت کے دوران ہمارا اڈا گوجر خان میں (مسجد خلفائے راشدین جہاں حضرتؒ نے اپنی زندگی کے ۵۶ سال گزارے) تھا۔

حضرت والد ماجد ۱۹۳۷ء میں بگرام کے علاقہ پکھوڑہ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کرنے کے بعد بگرام کے ایک معروف علاقہ (بفہ) میں حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے پاس تشریف لائے اور حضرتؒ کی سرپرستی میں ایک عرصہ تک تعلیم حاصل کی اور آخر میں جامعہ اشرفیہ لاہور میں داخلہ لیا اور وہیں سے تعلیم مکمل کر کے سند فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد ۱۹۵۸ء میں حضرتؒ گوجر خان تشریف لائے اور تادم آخر یہاں پر لوگوں کی علمی اور دینی پیاس بجھاتے رہے۔ حضرتؒ کے اساتذہ میں جو قابل ذکر ہیں وہ حضرت مولانا محمد حسنؒ، حضرت مولانا رسول خانؒ، حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ حضرات تھے۔

آپ مفسر قرآن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت لاہوریؒ سے شاگردی کا ایسا تعلق تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ جب میں ان کے پاس تفسیر پڑھا کرتا تھا تو حضرت لاہوریؒ مجھے اپنے قریب بٹھاتے تھے اور دیگر اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے کہ تمہاری نسبت اس کی قربانی بہت زیادہ ہے کہ سب طلبا چھٹیوں میں گھر جاتے ہیں مگر یہ چھٹیوں میں بھی میرے پاس رہ کر تفسیر پڑھتا ہے۔ حضرت لاہوریؒ کی صحبت ہی کا نتیجہ تھا کہ قرآن کریم سے حضرت کا ایسا تعلق تھا کہ ایک ایک دن میں کئی کئی پارے تلاوت فرماتے تھے اور جو ملاقات کے لئے آتا خصوصاً نوجوان طبقہ ان کو دیگر نصائح کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کی بڑی تاکید فرمایا کرتے تھے اور خود ساری زندگی ایک ہی قرآن کریم (تفسیر عثمانی) میں تلاوت فرمائی جو کہ حضرتؒ نے زمانہ تعلیمی میں حضرت لاہوریؒ سے خریدا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ قرآن کریم میرے استاذ حضرت لاہوریؒ کی نشانی ہے۔ اپنے اساتذہ کے بارے میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ان کی زندگی بہت سادہ تھی، اسی صحبت کی وجہ سے خود بھی بہت سادہ زندگی گزار کر دنیا سے تشریف لے گئے۔

تقویٰ تو حضرت والد ماجدؒ کا ایسا تھا کہ جس کو دیکھ کر ہم جیسے رشک ہی کیا کرتے تھے۔ جب حضرتؒ کے مرشد و مربی محبوب العارفین حضرت مولانا خواجہ محمد عبدالملک صدیقیؒ (خانیوال) نے خلافت سے نوازا تھا تو اس وقت ان کی عمر تقریباً ۳۰ سال تھی۔ اپنے شیخؒ کی وفات کے بعد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ سے بیعت کی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے بھی اسی وقت ان کو اپنی خلافت سے نواز دیا۔

حضرتؒ نے دنیا سے جانے سے تقریباً تین سال قبل اپنے جامعہ میں جانا چھوڑ دیا تھا اپنی علالت کی بنا پر لیکن جامعہ کی تمام خدمات گھر پر ہی اپنے دست مبارک سے فرمایا کرتے تھے۔ رمضان

المبارک کے مہینے میں ایک تنخواہ لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اب میرے لئے جامعہ سے رمضان المبارک میں ڈبل تنخواہ لینا مناسب نہیں۔ حضرتؒ کی وفات کے بعد پتہ چلا کہ حضرتؒ اپنی اس تھوڑی سی تنخواہ میں سے بھی ہر ماہ تین ہزار روپے جامعہ میں واپس جمع کروادیا کرتے تھے تاکہ اگر کوئی کمی بیشی مجھ سے ہوجائے تو وہ اس سے پوری ہوجائے اور اس کی باقاعدہ رسید کٹواتے تھے۔ طلبا اور دینی مدارس سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے اور اپنی زندگی میں اہل مدارس کے ساتھ تعاون کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اہل مدارس، دینی جماعتیں اور مجاہدین اسلام میں سے جو بھی تعاون کے لئے آئے تو ان کو منع نہ کرنا یہ لوگ دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ بعض احباب نے اپنے جامعہ کی طرف توجہ دلائی کہ پھر اس کا کیا بنے گا؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پورا فرمائیں گے پریشان نہ ہوا کرو۔ اللہ تعالیٰ پر اتنا یقین اور تعلق تھا کہ ہر موقع پر ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کرنے والے ہیں ان کے اس جملے سے ہمارے دلوں کو بھی سکون مل جاتا اور تسلی ہوجاتی۔ فرماتے تھے کہ تم دین کا کام کرتے رہو اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں گے۔

حضرتؒ کے شاگرد و خادم خاص، سفر و حضر کے ساتھی مولانا قاری عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک بار کراچی کے سفر سے واپسی پر میں نے حضرتؒ سے وہاں کے علما کی آسائشوں اور سہولتوں کا تذکرہ کیا اور اپنا رونا رویا کہ آپ نے گوجر خان میں رہ کر اپنے ساتھ ساتھ ہمارے لئے بھی ترقی کی راہیں مسدود کردیں، تو جواب میں حضرتؒ نے فرمایا: "قاری صاحب! جہاں بھی جایا کرو وہاں سے متاثر ہوکر مت آیا کرو، بلکہ وہاں والوں کو متاثر کرکے آیا کرو" اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ: "یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ ہم سے دین کا کام لے رہے ہیں تو پھر تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں تو یہ بات پریشان کن ہے، باقی دنیا کی زیب و زینت کی طرف توجہ مت دیا کرو۔"

ایک مرتبہ احقر نے مسجد کے دفتر (جہاں حضرت نے ساری زندگی عبادات اور جامعہ کی خدمت میں گزار دی) میں حضرتؒ کا جوتا رکھا، مگر اس کا رخ قبلہ کی طرف تھا، اس سے قبل بھی اس طرح حضرتؒ نے دیکھا لیکن خود ٹھیک فرمادیا کرتے تھے، مگر ایک دن مجھے بلا کر فرمایا کہ: "دیکھو! جوتے کا رخ قبلہ کی طرف نہ کیا کرو، اس سے بے ادبی ہوتی ہے" نماز و دیگر اذکار کے لئے وہ جائے نماز پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ کئی مرتبہ تو اٹھادیتے تھے جس پر بیت اللہ یا مسجد نبوی کی تصویر بنی ہو، فرماتے تھے کہ کہیں بھولے سے اس پر پاؤں نہ آجائے اور بے ادبی نہ ہوجائے۔

ایک مرتبہ راقم الحروف کے ہاتھ میں تسبیح بائیں ہاتھ میں دیکھی تو فرمایا کہ بیٹا تسبیح دائیں ہاتھ میں پکڑ کر ذکر کیا کرو یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، اس میں ادب کا بھی خیال رکھو۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کا جب آغاز ہوا تو حضرت والد ماجدؒ نے اپنے اکابر کے شانہ بشانہ بھرپور انداز سے شرکت کی اور تحصیل گوجر خان کے قرب و جوار میں اس تحریک کو اپنے رفقاء سمیت بہت تقویت پہنچائی، تحصیل گوجر خان کے مضافات میں ایک گاؤں چنگا بنگیال جو کہ قادیانیت کا گڑھ تھا، وہاں پر جاکر بھی حضرتؒ نے ساتھیوں سمیت مل کر پروگرام کروائے اور لوگوں کو قادیانیت کے زہریلے عقائد اور نظریات سے آگاہ کیا، جس پر قادیانیت کی جانب سے حضرتؒ پر قاتلانہ حملہ کی بھی کوشش کی گئی، لیکن اللہ رب العزت نے ان کی حفاظت فرمائی مگر اپنے مشن سے پیچھے نہیں ہٹے اور آخر تک قادیانیت کا تعاقب کرتے رہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے دوران حضرتؒ کو گرفتار کرلیا گیا اور ان کے ساتھ ان کے ساتھیوں کو بھی گرفتار کرلیا گیا۔ حضرتؒ کی اچانک گرفتاری سے گھر اور مدرسہ کا سارا نظام بہت متاثر ہوا، لیکن اللہ رب العزت کی خصوصی مدد و نصرت سے تمام مسائل حل ہوگئے۔ ہماری والدہ ماجدہؒ نے بہت صبر و شکر کے ساتھ اس امتحان اور آزمائش میں کامیابی حاصل کی اور چھوٹے بچوں کے ساتھ وہ

سیرت خاتم الانبیاء پروگرامز

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ صدر ٹاؤن کراچی میں سیرت خاتم الانبیاء پروگرامز کا انعقاد کیا گیا۔ یہ تمام پروگرامز حضرت مولانا مفتی محمد اسرار صاحب خطیب و امام جامع برقی مسجد پاور ہاؤس کی زیر نگرانی اور حضرت مولانا محمد نعمان ارمان المدنی خطیب و امام جامع مسجد الحبیب سپریم کورٹ آف پاکستان کی زیر صدارت ہوئے۔ علاوہ ازیں بروز منگل بعد نماز عشاء دھنی جامع مسجد پاکستان چوک میں مہمان خصوصی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ کا بیان ہوا۔ تلاوت اور نعت شریف کے بعد مولانا نعمان ارمان صاحب نے ایک نعت اور ایک پاسبان ختم نبوت پر نظم پیش کی۔ اس موقع پر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں آنے کا مقصد بتلایا اور فرمایا کہ آج ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام طور طریقے چھوڑ دیئے ہیں، جس وجہ سے آج ہم پریشان ہوگئے، انہوں نے کہا کہ تمام لوگ اس بات کا عہد و پیمان کریں کہ آج کے بعد کسی سنت کو ترک نہیں کریں گے ہر سنت پر عمل کریں گے۔

مشکل ترین ایام انہوں نے صرف آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے لئے برداشت کئے۔اس بنا پر حضرت اباجیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میری اہلیہ میرا ساتھ نہ دیتی تو شاید میں دین کی اتنی خدمت نہ کرسکتا۔

بہر حال گرفتاری کے بعد پہلے گوجر خان تھانہ میں حضرتؒ کو رکھا، لیکن مزید آرڈر آنے پر حضرتؒ کو اپنے رفقاء سمیت جاتلی تھانہ (چکوال روڈ) منتقل کردیا گیا اور اس گرفتاری کی کم وبیش مدت ۳ یا ۴ ماہ تھی۔اس دوران جب حکومت وقت کی طرف سے یہ اعلان ہوا کہ جو لوگ اس تحریک میں شامل ہیں وہ اگر ایک معافی نامہ پر دستخط کردیں اس وعدہ پر کہ آئندہ کے لئے اس اقدام سے باز آجائیں تو ان کو رہا کردیا جائے گا۔بہت سارے لوگوں نے خوف اور عدم استقامت کی وجہ سے دستخط کرکے اس عظیم مشن کا ساتھ دینے سے جان چھڑالی۔اس دوران حضرت اباجیؒ کو بھی جاتلی تھانہ کے ایس ایچ او اور ڈی ایس پی وغیرہ نے کہا کہ آپ بھی دستخط کرکے رہا ہوسکتے ہیں، تو حضرتؒ نے اس موقع پر ایک تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ: ”ختم نبوت اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اگر جان بھی چلی جائے تو پروا نہیں، سولی پر لٹکایا جاتا ہوں تو وہ قبول ہے مگر معافی نامہ پر دستخط کرکے روضہ رسول میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دل نہیں دکھا سکتا۔میں اس مشن سے ہرگز پیچھے نہیں ہٹوں گا۔“

اس استقامت اور اخلاص کی برکت سے چند دن بعد حضرتؒ کی گرفتاری خود ہی انہوں نے ختم کردی اور متعلقہ ڈی ایس پی وغیرہ نے حضرتؒ کو جانے کے لئے کہہ دیا، مگر اس مرد قلندر، عاشق حقیقی اور حضرت لاہوریؒ کے اس عظیم شاگرد نے اس موقع پر متعلقہ ذمہ داران تھانہ کو بہت جرأت مندانہ اور غیرت مندانہ انداز میں فرمایا کہ جب تک میرے دیگر ساتھیوں کو بھی میرے ساتھ رہا نہیں کریں گے میں یہاں سے نہیں جاؤں گا اور آخری وقت تک اپنی وفاداری اور اخلاص کامل کا ثبوت دے کر اپنے رب کے ہاں سرخرو ہوئے۔

اس موقع پر اہل گوجر خان نے حضرتؒ کی اس غیرت ایمانی اور عشق نبی اور آقا کی ختم نبوت پر جاں نثاری کو دیکھ کر جو واپسی پر استقبال کیا وہ دیکھنے والوں کے بقول اپنی مثال آپ تھا۔

اللہ تعالیٰ حضرت اباجیؒ کی ان کاوشوں، محنتوں اور اخلاص کو قبول فرماکر ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے اور ان کی برکات سے اللہ پاک ہمیں محروم نہ فرمائیں: ”اللھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ۔“

☆☆..............☆☆

اشعارِ ختم نبوت

انتخاب: مولانا ڈاکٹر محمد الیاس فیصل، مدینہ منورہ

سید الانبیاء سلام علیک — مصطفیٰ، مجتبیٰ سلام علیک
خاتم حلقۂ رسالت دیں — آخری مقتدا سلام علیک
(انور صابریؒ)

مبتدا، منتہا درود و سلام — مظہر کبریا درود و سلام
مظہر اولین و ختم رسل — خاتم الانبیاء درود و سلام
(بہزاد لکھنویؒ)

نور تمام و پرتو یزداں صلی اللہ علیہ وسلم
رحمت عالم سایۂ رحمان صلی اللہ علیہ وسلم
ختم رسالت، مہر نبوت، معراج تنظیم شریعت
شمع ہدایت مشعل ایقاں صلی اللہ علیہ وسلم
(امیر الاسلام شرقی)

خیر مثل فضل مجسم صورت احسان پیکر رحمت
وہ ہے ہمارا اس کے ہیں ہم صلی اللہ علیہ وسلم
ہوگئی اس پر ختم رسالت دے گئے ہیں جس کی شہادت
موسیٰ، عمران، عیسیٰ مریم صلی اللہ علیہ وسلم
(ظفر علی خان)

نقش ہو دل پر نقشۂ احمد صلی اللہ علیہ وسلم
لب پہ ہو جاری نغمۂ احمد صلی اللہ علیہ وسلم
جان محبت کان مروت بحر سخاوت فخر رسالت
ختم نبوت عہدۂ احمد صلی اللہ علیہ وسلم
(عبدالرحمٰن عاجز)

مظہر اول مرسل خاتم صلی اللہ علیہ وسلم
فخر زماں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
محسن ملت شافع امت شان امامت ختم رسالت
نازش انساں، اشرف آدم صلی اللہ علیہ وسلم
(عارف لے)

ختم رسولاں مبدء ایماں صلی اللہ علیہ وسلم
منزل رحمت مہبط قرآں صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کی خاطر کون ومکاں ہیں آپ امام دہر وزماں ہیں
سارا نظام خلق ثناء خواں صلی اللہ علیہ وسلم
(وجیہ عرفانی)

حسن کی جاں ایمان محبت صلی اللہ علیہ وسلم
سر تا پا رحمت ہی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم
قاسم جنت ساقی کوثر دین کا ہے اتمام انہی پر
خاتم دور وحی و نبوت صلی اللہ علیہ وسلم
(ماہر القادری)

عالم اسلام کا ایک بڑا المیہ

غیرمسلم آقاؤں کے حکم پر اسلام کی بیخ کنی

عبداللہ خالد قاسمی خیرآبادی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کے موقع پر یہودی قبیلہ بنوقریظہ کی بدعہدی، اور معاہدہ صلح کے باوجود خفیہ طور پر دشمنان اسلام کی مدد کرنے کو بہت شدت سے محسوس کیا تھا اور غزوہ خندق کی فتح کے بعد فوراً اس غدار قبیلہ پر حملہ کرکے ان کو سزا دی، تاکہ آئندہ کسی کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایسی جرأت کی ہمت نہ ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صلح حدیبیہ کے بعد راحت وسکون کا جب کچھ وقفہ ملا تو دعوتی خطوط دے کر اپنے قاصدوں کو مصر وشام اور فارس وغیرہ کے بادشاہوں کے پاس بھیجا، اس زمانہ میں بھی سفارت کاروں کی جان و مال کی حفاظت کی جاتی تھی مگر شہر بصریٰ کے خودمختار گورنر شرحبیل غسانی نے آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد حارث بن عمیر ازدی کو بلاجواز قتل کردیا، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس حادثہ کی خبر ملی تو آپ نے ذرا بھی تاخیر نہیں کی اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر تیار کرکے روم کے تابع شہر بصریٰ کے لئے روانہ فرمایا، کیونکہ اس طرح کا اقدام نہ کرنے سے اسلامی عظمت اور سفارتی اصولوں کی دھجیاں اڑانے کا ان حکمرانوں کو موقع مل جاتا اور وہ اپنے تمرد وسرکشی میں بہت بڑھ جاتے، مسلمانوں کی ہیبت باقی نہ رہ جاتی، اس فوج کشی میں اگرچہ تین بہادر سپہ سالار یکے بعد دیگرے شہید ہوئے مگر اللہ نے خالد بن ولید کی قیادت میں عظیم الشان فتح سے ہمکنار فرمایا اور مسلمانوں کی ہیبت قیصر روم تک پر جم گئی۔

❁ حجاج بن یوسف ثقفی کو اطلاع ملی کہ سراندیپ (سری لنکا) کے حاجیوں کے سمندری قافلوں پر سندھ کے راجہ داہر کے فوجی حملے کرکے ان کو ہلاک اور گرفتار کرتے ہیں تو حجاج بن یوسف کی اسلامی حمیت برداشت نہ کرسکی اور اس نے عبدالملک بن مروان سے اجازت لیکر اپنے بھتیجے اور داماد محمد بن قاسم ثقفی کی قیادت میں زبردست لشکر روانہ کیا پھر سندھ کی فتح، راجہ داہر کے زوال اور ہندوستان میں مسلم فاتحین کی آمد، اسلامی پرچم کی سربلندی کی داستان رقم ہونے لگی۔

❁ عہد عباسی کے ضعف مگر انتہائی غیرت مند خلیفہ معتصم باللہ کو جب معلوم ہوا کہ عیسائی ریاست کے قیدخانہ میں ایک بوڑھی مظلوم عورت نے اپنی فریادرسی کے لئے ''وامعتصما!'' ہائے معتصم مدد کرو کا نعرہ لگایا، اور معتصم باللہ کو جب اس پکار کی خبر دربار میں پہنچی تو وہ فرط غضب وغیرت سے لبیک اماہ ''اے میری ماں میں آرہا ہوں'' کہتے ہوئے کھڑا ہوگیا اور اسی دم عباسی اسلامی فوج کو کوچ کرنے کا حکم صادر کیا یہاں تک کہ اس عیسائی ریاست کی اینٹ سے اینٹ بجاکر اس مظلوم بیوہ کو نکال کرلایا تھا۔

ہم جب ان واقعات کو پڑھتے ہیں اور آج کے پاکستان، افغانستان، عراق، لیبیا، مصر، تیونس، یمن، شام وغیرہ کے حالات پر غور کرتے ہیں اور ان کے ساتھ امریکہ ویورپ کی بدعہدی، دغابازی اور ان ملکوں کے ارباب وعقد کی چاپلوسی، حاشیہ برداری اور بے غیرتی کو دیکھتے ہیں پھر اس کے ساتھ ان ملکوں کی رعایا اور جنتا کی ایمانی غیرت، اسلامی حمیت اور یورپ وامریکہ سے بے پناہ نفرت اور اس کی پاداش میں اپنے ہی مسلم حکمرانوں کی طرف سے ان پر ظلم وستم کی داستاں سنتے ہیں تو دل کڑھتا ہے، اور یہی واضح ہوتا ہے کہ ذلت ورسوائی کا یہ لباس خود اپنا اختیار کردہ ہے، وہ غیرت مند، باحمیت بلند کردار اور رسول عربی کے سچے غلام خلفاء وسلاطین تھے جنہوں نے یہود و نصاریٰ کو کبھی قابل اعتبار دوست نہیں جانا، کبھی ان کے وعدوں اور معاہدوں پر بھروسہ نہیں کیا، ہمیشہ چوکنا رہے، اپنے دفاعی امور کو مستحکم بنانے پر توجہ دی، اس لئے کہ ان کو قرآن کی حق بیانی اور اللہ رب العالمین کے ارشادات کا یقین تھا قرآن بار بار مختلف انداز میں وارننگ دیتا ہے کہ یہود ونصاریٰ اور مشرکین سے عہد وپیمان کرنے میں محتاط رہو، ان کو اپنا قریبی معتمد دوست مت بناؤ، یہ تم کو نقصان پہنچانے سے کبھی بھی بازنہیں آئیں گے ان کو جب بھی اپنا رازدار بناؤ گے، ان پر اعتماد کروگے، دھوکہ کھاؤگے، یہ فطری طور پر باطل پرست اور اللہ کے دشمن ہیں، لہٰذا ایمان کی وجہ سے تمہارے بھی دشمن ہیں ان کی دوستی ظاہری ہے یہ مفادپرست، خودغرض دوست ہیں۔

'' یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ'' (ممتحنہ:۱)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں (کافروں) کو دوست نہ بناؤ کہ ان کو پیغام دوستی بھیجو۔''

''یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اَوْلِیَاءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۔'' (المائدہ:۵۱)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ کیونکہ وہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور (مسلمانوں سے ان کو کوئی ہمدردی نہیں) جو ان کو اپنا دوست و حلیف بنائے گا وہ انہیں میں شمار ہوگا۔''

''لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰۃً وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ وَاِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ۔'' (آل عمران:۲۸)

ترجمہ: ''مسلمانوں کو چاہئے کہ کفار کو دوست نہ بنائیں مسلمانوں کو چھوڑ کر اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے ساتھ تعلق رکھنے والا نہیں ہوگا مگر ایسی صورت میں (سیاسی ظاہری دوستی کی اجازت ہے) کہ تم اس سے کسی قسم کا اندیشہ رکھتے ہو اور اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

ان چند آیات میں سب کچھ بتا دیا گیا اور سیاسی و دفاعی نقطہ نظر سے معاہدہ کرنے، تعلقات بنانے کی اجازت بھی دی گئی ہے مگر انہیں کو اپنا مخلص اور ہمدرد مان لینا جیسا کہ آج کے حکمرانوں کی حالت ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ہے کہ اپنے اقتدار کے لئے امریکہ سے مدد کی بھیک مانگتے ہیں، امریکہ کی تمام پالیسیوں کو نافذ کرتے ہیں اپنے سیاسی حریفوں اور دین پسند لوگوں کی فہرست اور بایوڈیٹا سی. آئی. اے کے سپرد کرتے ہیں، امریکہ و یورپ کے کہنے پر اسلام پسندوں کو ہلاک کرتے ہیں، دینی مدارس اور اسلامی تنظیموں پر پابندی لگاتے ہیں امریکہ کے کہنے پر اپنے مدارس اور اسکولوں کا نصاب تیار کرتے ہیں، یہ دوست سے بڑھ کر غلام اور ایجنٹ کا رول ادا کرتے ہیں۔ مغربی تہذیب، مغربی افکار، مغربی نظریات میں سب کچھ ہے۔

اس موقع سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ تاریخی جملہ یاد کرنا چاہئے کہ انھوں نے شام کے سفر کے موقع پر اپنے سپہ سالاروں اور شامی مشیروں کے اس مشورہ کے جواب میں فرمایا تھا کہ ''امیر المؤمنین ملک شام کے باشندے ہمیشہ قیصر روم کے تابع رہے ہیں وہ امیروں، وزیروں، سرداروں کے سلسلہ میں خود نمائی، جاہ و جلال اور ظاہری رعب و دبدبہ دیکھنے کے عادی ہیں لہٰذا آپ اس سادہ عربی لباس کی جگہ کوئی عمدہ لباس زیب تن فرمالیں'' تو فاروق اعظم کا تاریخی جواب یہ تھا۔

''انکم کنتم اذل الناس فاعزکم اللّٰہ بالاسلام فمھما تطلبوا العز بغیرہ یذلکم اللّٰہ.'' (البدایۃ والنہایۃ ج۷/۶۰)

ترجمہ: ''تم سب سے زیادہ ذلیل افراد تھے پھر اللہ نے تمہیں اسلام کی بدولت عزت بخشی لہٰذا جب بھی تم اسلام کے بغیر کسی اور راہ سے عزت و عظمت کے طالب ہوگے اللہ تم کو ذلیل کردے گا۔''

یہی وجہ ہے کہ آج ہم مسلمان ذلت و رسوائی کا سامنا کر رہے ہیں کیونکہ اسلام کے نام پر عزت کیا تلاش کریں گے اپنے غیر مسلم آقاؤں کے حکم پر اسلام ہی کی بیخ کنی میں سرگرم ہیں۔ ☆☆☆

تحریک ختم نبوت کو اللہ تعالیٰ نے ہر محاذ میں کامیابی دی: مولانا اللہ وسایا

امت مسلمہ نے کسی بھی دور میں جھوٹے مدعی نبوت کو کامیاب نہیں ہونے دیا

لاہور میں کنونشن سے خطاب مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، علامہ ممتاز اعوان و دیگر کی شرکت

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت علماء کنونشن مرکز ختم نبوت عائشہ مسجد مسلم ٹاؤن لاہور میں ہوا۔ مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ تھے۔ کنونشن میں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری نذیر احمد، مفتی عزیز الرحمٰن، قاری جمیل الرحمٰن اختر، قاری علیم الدین شاکر، مولانا عبدالشکور حقانی، قاری مومن شاہ، پیر رضوان نفیس، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی، مولانا قادر محسن اعوان، قاری عبدالعزیز، علامہ ممتاز اعوان، مولانا قاری ظہور الحق، مولانا عبدالنعیم اور قاری محمد اقبال سمیت سینکڑوں علماء کرام نے شرکت کی۔ مولانا اللہ وسایا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امت مسلمہ نے کسی بھی دور میں جھوٹے مدعی نبوت کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔ تحریک ختم نبوت کو اللہ تعالیٰ نے ہر محاذ پر کامیابی نصیب فرمائی۔ ۱۲ اپریل کو تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ روڈ قادیانیوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنے گی۔ علماء کرام کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے بھرپور محنت اور جدوجہد کریں۔ انہوں نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت قانون اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کا تحفظ کرتے رہیں گے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۳ مارچ ۲۰۱۴ء)

قادیانی ظالم ہیں یا مظلوم؟

محمد شاہد انور بانکوی

گزشتہ دنوں ذرائع ابلاغ سے یہ انکشاف ہوا کہ مصنوعی مظلومیت اور مگرمچھ کی آنسو رونے والے قادیانیوں کی حمایت میں امریکی ممبران پارلیمنٹ نے کانگرس نامی گروپ تشکیل دے کر قادیانیوں کو پناہ دینے کی ناکام کوشش کی ہے، اب تک امریکہ و برطانیہ جیسے ممالک خفیہ طور پر قادیانیوں کو فنڈ اور مدد فراہم کر رہے تھے مگر اس نو تشکیل گروپ کے بعد عیاں ہوگیا کہ امریکہ مسلمانوں کے درمیان فتنہ و فساد پیدا کرنے کے لئے اپنی روش پر گامزن ہے اور مسلمانوں کے خلاف اسلام مخالف دشمن کسی بھی تنظیم کی مدد میں یہود و نصاریٰ سے دو قدم آگے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا سمیت ہندوستان میں جگہ جگہ جھوٹے مدعیان نبوت و رسالت اور مہدویت و مسیحیت کھڑا کر رہے ہیں۔

چنانچہ حال ہی کے چند سالوں میں بے شمار مدعیان نبوت و مہدویت ظاہر ہوئے ہیں۔ اخباری اطلاع کے مطابق صرف ہندوستان میں اس وقت مہدویت کے دو دعویدار ہیں، ایک نے اپنی پناہ گاہ مہاراشٹر کے جالیس گاؤں کے قریب علاقہ میں مہدی نگر کے نام سے محلہ بسا کر بنالیا ہے تو دوسرا جدید ٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ کے ذریعہ مہدویت و مسیحیت کا حقیقی دعویدار بتلا رہا ہے اور ای میل سے بیعت کی دعوت دے رہا ہے، پہلے کا نام شکیل ابن حنیف ہے جو بہار کے ضلع دربھنگہ سے تعلق رکھتا ہے، جس کی ماضی کی زندگی فقر و فاقہ اور غربت و افلاس میں گزری ہے، لیکن اب وہی شخص اپنے ماننے والوں پر پیسوں کی برسات کر رہا ہے اور مہدی نگر میں غلہ و پانی اور آسائش دنیا کی فراوانی کر رہا ہے، اس کے پاس یہ سب کہاں سے آیا ہے؟ یہ ایک ایسا سہل سوال ہے جس کا جواب ہر کس و ناکس کے پاس ہے کہ یہ اسی سازش کا حصہ ہے، جبکہ دوسرے کا نام مودود احمد خان بتایا جاتا ہے۔ جو پہلے قادیانی تھا، قادیانیوں سے کسی اختلاف کے سبب الگ ہو کر مہدویت کا مدعی بن گیا ہے اور مرزا قادیانی کو کانا دجال ثابت کرتا ہے۔ اسی طرح پڑوسی ملک پاکستان میں بھی برساتی مینڈک کی طرح مہدویت و مسیحیت کے دعویدار پیدا ہو رہے ہیں۔ چنانچہ نصف دہائی کے اندر کم و بیش دس افراد نے نبوت و مہدویت کے میدان میں قسمت آزمائی کی ہے جس میں سے سب کا رابطہ کسی نہ کسی طرح امریکہ سے ضرور ہے۔ حد تو اس بات کی ہے کہ جب ان جھوٹے اور مکار کو جیل کی سلاخوں میں ڈالا جاتا ہے تو امریکہ ان کی پشت پناہی کرتا ہے اور حکومتی سطح پر دباؤ بناتا ہے۔

امریکی تشکیل شدہ گروپ کی مدد سے قادیانی اپنے آپ پر اسلام اور مسلمان کا لیبل لگانا چاہتا ہے۔ یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ یہ گروپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو پائے گا یا قادیانیوں کی طرح خود اپنی موت مر جائے گا۔ قبل از وقت کچھ کہنا مناسب نہیں ہے البتہ قادیانیوں کی اس مذموم حرکت سے اتنا ضرور معلوم ہوگیا ہے کہ جن ممالک میں قادیانیوں پر اسلام کا لیبل لگانے پر پابندی ہے وہاں اس قانون میں ترمیم کرانے کے لئے یہ نو تشکیل گروپ دباؤ بنائے گا اور جن جمہوری ممالک میں قادیانیوں کو مکمل آزادی ہے اور وہاں انہوں نے اپنا معبد اور مشن ہاؤس بنا رکھا ہے اور سادہ لوح اور قادیانیت کی حقیقت سے ناواقف عوام کو ورغلا رہے ہیں اور ان کے ایمان کا سودا کر رہے ہیں وہاں یہ تنظیم ان کی فنڈنگ کے ذریعہ بھرپور مدد کرے گی تاکہ قادیانیوں کے توسط سے امریکہ اپنی پالیسیوں کو نافذ کر سکے۔ امریکہ اپنے سپر پاور ہونے کے زعم میں اترا رہا ہے اور غرور و تکبر کی زبان بول رہا ہے کہ وہ قادیانیوں کی حقوق کی بازیابی کے لئے خاموش نہیں بیٹھے گا۔ امریکہ کو اصحاب الفیل کی تاریخ سے سبق لینا چاہئے۔ ابابیل کی چھوٹی سی کنکری نے اس کا بھوسا بنا دیا تھا اسے بھی اپنی کبر و نخوت پر بڑا غرور تھا مگر قدرت کے فیصلے کے سامنے سب ہیچ ہوگیا۔ امریکہ کیا مسلمانوں سے حق چھین کر قادیانیوں کو دے گا یا مسلمانوں نے قادیانیوں کے حقوق پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں کو دنیا کی بے شمار ملکوں کی اعلیٰ عدالتوں نے مسلمانوں سے الگ اور کافر قرار دیا ہے، جب قادیانی مسلمانوں میں سے نہیں ہیں تو امریکہ قادیانیوں کو مسلمانوں کے حقوق کیسے دلائے گا؟

ذرائع ابلاغ نے قادیانیوں کی اس نئی پناہ گاہ کو بھگوان کا نام دیا ہے جو برمحل اور صد فیصد صحیح ہے۔

نیز یہ تازہ انکشاف شنکر سنگھ واگھیلا کے اس بیان کو زبردست تقویت دیتا ہے جس میں کہا گیا تھا کہ بی جے پی اور آر ایس ایس قادیانیوں کو فنڈ فراہم کر رہی ہے اور انڈین مجاہدین نامی تنظیم قادیانیوں کی ہی ذیلی تنظیم ہے، اسی لئے قادیانیوں نے دسمبر کے اواخر میں عالمی جنگ کی بھی دھمکی دی تھی۔ قادیانیوں نے ہر اس تحریک سے وابستگی اختیار کر رکھی ہے جو قوت و شوکت

اور جادو مال میں ان کی مدد کرتے ہیں۔ قادیانی گاہے گاہے مصنوعی مظلومیت کا رونا بھی روتے ہیں تاکہ اندرون خانہ ہو رہی سازش کو مگر مچھ کے آنسو کے ذریعہ چھپایا جاسکے، جبکہ معاملہ برعکس ہے۔

بہار کے ایک کثیر الآبادی والے گاؤں کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے کثیر رقومات کے عوض قادیانیت اختیار کر لی اور اس نے اپنی پہلی ملازمت جو اپنے گاؤں سے تقریباً ۷۰۰ کلومیٹر دور میں کرتا تھا، ترک کر کے گاؤں میں ہی عالی شان محل تعمیر کرانے کا ارادہ کیا، اور یہیں رہ کر قادیانیت کا پرچار اور مشن ہاؤس بنانے کا پختہ عزم کر لیا مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا، ادھر رحمت الٰہی کے سبب اس کی یہ ناپاک سازش طشت از بام ہوگئی اور اہلیان گاؤں کو جب معلوم ہوا کہ یہ شخص تو معمولی رقم پر گاؤں سے بہت دور ملازمت کر رہا تھا، اچانک اس کے پاس اس قدر خطیر رقم کہاں سے آگئی جو اس قدر عالی شان گھر تعمیر کرانے لگا؟ جب اس کی تحقیق ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ قادیانیوں کے ہتھے چڑھ گیا ہے، گاؤں والوں نے پنچایت کر کے ازراہ خیر اس کو سمجھایا کہ قادیانیت ایک فتنہ ہے، اسلام اور مسلمانوں سے قادیانیوں کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے، آپ کسی کے بہکاوے میں آگئے ہیں تو اس نے گاؤں والوں کی ہمدردی و خیر خواہی کو اپنے لئے باعث ملامت سمجھا اور چیں بجبیں ہو کر ایسا قدم اٹھایا کہ اس نے پورے گاؤں والوں پر ایف آئی آر درج کرا دی اور محکمہ پولیس بھی اسی کی طرفدار ہے، معلوم نہیں اندرون خانہ اس نے کیا سازش کی ہے کہ پولیس کا عملہ بھی اس کے ساتھ ہے لیکن اس عمل سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ وہ کہیں نہ کہیں امریکی ذہنیت کے غلاموں کا پیروکار ہے۔ جس کے بل بوتے وہ ظالم بنا ہوا ہے مگر اس کے باوجود مظلومیت کا رونا روتا ہے۔

یہ تو ایک چھوٹا سا واقعہ ہے ورنہ ہندوستان کے بے شمار مقامات پر قادیانیوں نے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر رکھا ہے، جگہ جگہ مسلمانوں کی مساجد اور قبرستانوں پر قبضہ کی سازشیں کر رہے ہیں مگر ان سب کے باوجود خود کو مظلوم بھی بتاتے ہیں۔ کمال کی بات یہ ہے کہ مظلوم ہونے کے باوجود تیسری عالمی جنگ کی دھمکی بھی دیتے ہیں۔ قادیانیوں کی تیسری عالمی جنگ بندر بھبکی ہے یا اندرون خانہ جنگ کی پوری ہو چکی تیاری کی اشارہ جانکاری؟

سعودی عرب ایک اسلامی ملک ہے وہاں قادیانیوں کا دخول ممنوع ہے کیونکہ قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی و مسیح مان کر کفر کا ارتکاب کیا ہے اور حرمین شریفین میں کوئی مرتد نہیں جاسکتا ہے لیکن قادیانی اس کو بھی ظلم سے تعبیر کرتے ہیں، حد تو یہ ہے کہ اس کے باوجود عرب کے بے شمار مقامات پر اپنے کفریہ نظریات کو چھپا کر برسر روزگار بھی ہیں۔ قادیانیوں کی ان سب حرکات سے اب اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ قادیانی ظالم ہیں یا مظلوم؟ ☆☆

پاکستان میں فحاشی و بے حیائی کا فروغ مغربی حکومتوں کو سوچا سمجھا منصوبہ ہے: مولانا محمد عارف شامی

”حیا ایمان کا جزو سیمینار“ گوجرانوالہ میں خطاب

گوجرانوالہ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا محمد عارف شامی نے برق میرج ہال گوجرانوالہ میں ”حیا ایمان کا جزو“ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ گزشتہ کچھ عرصہ سے ملک پاکستان میں فحاشی اور بے حیائی کا سیلاب جس تیزی سے پروان چڑھ رہا ہے، یہ افسوس ناک اور خطرناک صورتحال ہے۔ جس کا سدباب ضروری ہے، ورنہ فحاشی اور بے حیائی کا یہ سیلاب پورے ملک کو لے ڈوبے گا۔ کسی غیر اسلامی معاشرے میں فحاشی و بے حیائی کا ہونا کوئی نئی بات نہیں مگر کسی اسلامی ملک میں خصوصاً وہ ملک جو نظریۂ اسلام کی بنیاد پر وجود میں آیا ہو، اس میں فحاشی و بے حیائی کا ابھرنا لمحۂ فکریہ ہے۔ جنسی اشتعال انگیزی پر مشتمل حیا باختہ عورتوں کی تصاویر اس قدر عام ہوگئی ہیں کہ گھریلو استعمال کی عام اشیاء کو بھی ان سے آلودہ کر دیا گیا ہے۔ اخبارات و رسائل کے سرورق پر فلمی اور ماڈلنگ کی دنیا کی نیم عریاں تصویروں کا چھپنا ایک عام معمول بن چکا ہے۔ جو تھوڑی بہت کسر رہ گئی تھی وہ ٹی وی چینلوں اور فیشن شوز نے پوری کر دی ہے۔ فحاشی و بے حیائی پھیلانے والے آلات گھر گھر عام کر دیئے گئے ہیں۔ انٹرنیٹ اور موبائل کمپنیوں کے نت نئے پیکج اس وبا کو عام کرنے میں موثر کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ برقی آلات جس قدر کم قیمت پر پاکستان میں میسر ہیں، پوری دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ مغربی قوتوں کا ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے، جس کے تحت یہ سب کچھ بڑھایا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس بے حیائی کے سیلاب کو روکنا وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر اعظم پاکستان کا فرض منصبی ہے۔ میں ان حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ بے حیائی کے اس سیلاب کو روکنے کے لئے اپنی ذمہ داری نبھائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سیلاب نسل نو کے ایمان کو بہالے جائے۔ سیمینار میں علماء کرام، وکلاء، ڈاکٹرز اور تاجر حضرات نے بھی خطاب کیا۔ طلباء اور عوام الناس کی بھرپور شرکت نے سیمینار کو کامیاب بنایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ونزول کا عقیدہ

مولانا غلام رسول دین پوری

گزشتہ سے پیوستہ

تفسیر:

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''حضرت مسیح علیہ السلام کا اول مرتبہ آنا تو خاص بنی اسرائیل کے لئے ایک نشان تھا کہ بدوں باپ کے پیدا ہوئے اور عجیب وغریب معجزات دکھلائے اور دوبارہ آنا بھی قیامت کا نشان ہوگا۔ ان کے نزول سے لوگ معلوم کرلیں گے کہ قیامت بالکل نزدیک آگئی ہے۔ یعنی قیامت کے آنے میں شک نہ کرو اور جو سیدھی راہ ایمان وتوحید کی بتلا رہا ہوں اس پر چلے آؤ، مبادا تمہارا ازلی دشمن تم کو اس راستے سے روک دے۔'' (تفسیر عثمانی ص:۶۵۶)

اس آیت کا ایک ایک لفظ صاف بتلا رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بالکل برحق اور واضح ثبوت ہے۔ قیامت کے قریب وہ تشریف لائیں گے۔ اس عقیدہ پر جمے رہنا ہی سیدھی راہ ہے اور اس سے علیحدہ کوئی عقیدہ (مثلاً وفات وغیرہ کا) قائم کرنا یہ شیطانی راہ ہے۔ جس سے بچنے کی اس آیت میں صرف تلقین نہیں بلکہ سخت دھمکی بھی ہے۔

تفسیر نبوی:

کتب احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی روایات موجود ہیں۔ جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو قیامت کی بڑی علامت بتلایا ہے، یہاں صرف دو احادیث نقل کی جاتی ہیں:

''عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لقیت لیلۃ اسری بی ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ قال: فتذاکروا امر الساعۃ فردوا امرھم الی ابراھیم فقال لاعلم لی بھا، فردوا الامر الی موسیٰ فقال لاعلم لی بھا، فردوا الامر الی عیسیٰ فقال اما وجبتھا فلا یعلمھا احد الا اللہ ذالک وفیما عھد الیٰ ربی عزوجل ان الدجال خارج قال: ومعی قضیبان فاذا رانی ذاب کما یذوب الرصاص قال: فیھلکہ اللہ حتی ان الحجر والشجر لیقول: یامسلم! ان تحتی کافرا فتعال فاقتلہ، قال: فیھلکھم اللہ تعالیٰ.'' (مسند احمد ج۱ ص:۳۷۵)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شب معراج میں ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی تو وہ قیامت کے بارے میں باتیں کرنے لگے، پس انہوں نے اس معاملہ میں ابراہیم علیہ السلام سے رجوع کیا کہ وہ وقت قیامت کے بارے میں کچھ بتائیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ مجھے اس کا کوئی علم نہیں، پھر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جہاں تک وقت قیامت کا معاملہ ہے تو اس کا علم سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں یہ بات تو اتنی ہی ہے البتہ جو عہد پروردگار نے مجھ سے کیا ہے اس میں یہ ہے کہ دجال نکلے گا اور میرے پاس دو باریک سی نرم تلواریں ہوں گی، پس وہ مجھے دیکھتے ہی رانگ کی طرح پگھلنے لگے گا، پس اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرے گا، یہاں تک کہ پتھر اور درخت بھی کہیں گے کہ: اے مرد مسلم! میرے نیچے کافر چھپا ہوا ہے آکر اسے قتل کردے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ان سب کافروں کو ہلاک کردے گا۔''

نتائج حدیث:

۱:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قرب قیامت میں قتل دجال کے لئے اپنے آنے کا ذکر اولوالعزم پیغمبروں کے سامنے فرمایا، کسی پیغمبر نے نکیر نہ فرمائی۔ گویا نزول مسیح (علیہ السلام) پر ان کا اجماع ثابت ہوا۔

۲:... یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا، جس میں شک وشبہ کی قطعاً گنجائش نہیں۔

۳:... اس روایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کو وعدہ خداوندی بتلا رہے ہیں۔

۴:... نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے۔

۵:... لڑائی کے وقت درخت اور پتھر بھی

۵:... لڑائی کے وقت درخت اور پتھر بھی مسلمانوں سے کلام کریں گے۔

۶:... دجال اور اس کے پیروکار لڑائی میں ہلاک ہوجائیں گے۔

قادیانیوں سے سوالات:

۱:... اولوالعزم پیغمبروں کے اجماع کا مرزا غلام احمد قادیانی منکر ہے یا نہیں؟

۲:... جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور آپ کے بیان فرمودہ واقعہ کا منکر ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

۳:... جو آدمی اللہ کے عہد کا منکر ہو وہ کون ہے؟

۴:... کیا مرزا کے زمانہ میں مرزا کی دجال کے ساتھ لڑائی ہوئی ہے؟ اور اسے قتل کردیا ہے؟

۵:... کیا مرزا کے زمانہ میں پتھروں اور درختوں نے مسلمانوں سے کلام کیا ہے؟

۶:... کیا دجال کے پیروکار ہلاک ہوچکے ہیں؟

”عن حذیفة بن اسید الغفاری قال اطلع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علینا ونحن نتذاکر فقال ماتذاکرون؟ قالوا نذکر الساعة، قال انها لن تقوم حتی تروا قبلها عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابة و طلوع الشمس من مغربها و نزول عیسیٰ بن مریم و یاجوج ومأجوج وثلاثة خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزیرة العرب واٰخر ذالک نار تخرج من الیمن تطرد الناس الی محشرھم۔“ (مشکوٰۃ ص:۴۷۲)

ترجمہ: ”حضرت حذیفہ ابن اسید غفاریؓ کہتے کہ (ایک دن) ہم لوگ آپس میں (قیامت کا) ذکر کررہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف آنکلے اور پوچھا! تم لوگ کس چیز کا ذکر کررہے ہو؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ ہم قیامت کا تذکرہ کررہے ہیں، تب آپ نے فرمایا: یقیناً قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیوں کو نہ دیکھ لوگے، پھر آپ نے (ان دس نشانیوں کو اس ترتیب سے) ذکر فرمایا: دھواں، دجال، دابة الارض، سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا، حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا نازل ہونا، یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا (ساتویں، آٹھویں اور نویں نشانی کے طور پر آپ نے) تین خسوف کا (یعنی تین مقامات پر زمین کے دھنس جانے کا) ذکر فرمایا۔ ایک تو مشرق کے علاقے میں دوسرے مغرب کے علاقے میں اور تیسرے جزیرۂ عرب کے علاقے میں اور دسویں نشانی جو سب کے بعد ظاہر ہوگی وہ آگ ہے جو یمن کی طرف سے نمودار ہوگی اور لوگوں کو گھیر ہانک کر زمین حشر کی طرف لے جائے گی۔“

دیکھئے! اس حدیث پاک میں قیامت کی دس بڑی بڑی علامات کو آپؐ نے ذکر فرمایا ہے، ان میں سے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی ہے اور قیامت کے قریب عالم کی تخریب کا زمانہ ہے۔ اس عالم کی تخلیق پر غور کیا جائے تو اس کی ابتداً اور انتہاء عجائبات سے بھری ہوئی نظر آتی ہے۔ لہٰذا جو آدمی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول سمجھنا چاہتا ہے وہ اس عالم کی تخریبی دور کو سامنے رکھ کر سمجھے۔ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے تعمیری دور میں سمجھنے کی کوشش کی وہ سیدھی راہ سے بھٹک گئے (جیسے مرزائی اور قادیانی وغیرہ) اور جن حضرات نے تخریبی دور کو سامنے رکھا وہ راہ راست پر رہے (جیسے امت مسلمہ)۔ اسی وجہ سے قرآن وحدیث نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خالصتاً قیامت کی بہت بڑی مجسم علامت قرار دیا ہے اور اسی کو ”صراط مستقیم“ فرمایا ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی بڑی علامت ہے اور ان کے نزول کے بعد قیامت کا واقع ہونا یقینی ہے تو مرزا قادیانی کبھی بھی کسی صورت میں مسیح نہیں بن سکتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک قیامت کی بڑی علامات میں سے کوئی علامت نظر نہیں آتی۔ لہٰذا یہ بدبخت وملعون دجال کی برادری کا ایک فرد تو ہوسکتا ہے لیکن مسیح نہیں۔ ☆☆

قادیانیت

امیر مراکش اور محمد علی لاہوری کا مباحثہ

☆...... آج ہز ہائی نیس (مراکش کے ولی عہد) کے قیام لاہور کا آخری دن تھا۔ دوپہر کو احمدی (لاہوری) جماعت کا ایک وفد ہوٹل میں بغرض ملاقات آیا۔ وہ لوگ اپنے ہمراہ مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہوری کی چند کتب اور دوصد روپیہ نقد لائے تھے۔ ہز ہائی نیس نے ایک کتاب یونہی اٹھا کر کھولی تو جو صفحہ سامنے آیا، اسی پر احمدیہ جماعت کے عقائد کی فہرست تھی جس میں عقیدہ نمبر ۹ یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے ہیں۔ اس عقیدہ کو پڑھ کر ہز ہائی نیس سخت ناراض ہوئے اور انہوں نے ان حضرات کو اپنی چیزیں لے کر باہر نکل جانے کو کہا۔

(”یاد ایام“ ص:۳۰ (روزنامچہ ۱۹۲۷ء۔۱۹۲۹ء) خواجہ عبدالوحیدؒ والد ماجد جناب مشفق خواجہ مرحوم)

ایک ہفتہ

حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!

جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کی قیادت میں پاکستان کے علماء ومشائخ کا ایک ۳۰ رکنی وفد ۱۰ دسمبر ۲۰۱۳ء کو ’’شیخ الہندؒ امن عالم کانفرنس‘‘ میں شرکت کی غرض سے بھارت گیا تھا۔ اس یادگار سفر کی روئیداد اور اپنے مشاہدات وتاثرات وفد کے ایک معزز رکن شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے قلم بند فرمائے ہیں۔ افادۂ عام کی غرض سے ہدیہ قارئین ہیں۔

چھٹی قسط

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

حضرت حاجی امداد اللہؒ سے بیعت:

آپ کے ساتھی مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا خیال مبارک تھا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ سے بیعت ہونا ہے۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ کا خیال مبارک تھا کہ شاہ عبدالغنی مجددیؒ سے بیعت ہونا ہے۔ ایک بار حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ سے ملنے کے لئے گنگوہ سے تھانہ بھون حاضر ہوئے تو بیعت ہوگئے۔ مختصر مدت کے لئے آئے تھے۔ ہمراہ کپڑے بھی نہ تھے۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ یہاں قیام کرو، تو رک گئے۔ جب زیب تن کپڑے میلے ہوجاتے، دھوکر وہی پہن لیتے۔ چالیس دن قیام کیا۔ بیعت کے وقت حضرت حاجی صاحبؒ سے عرض کردیا تھا کہ تصوف کے ذکر واذکار معمولات ومجاہدہ میرے بس میں نہیں۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ ’’اچھا کیا مضائقہ ہے۔‘‘ لیکن بیعت کے بعد پہلی رات حاجی صاحبؒ صبح تہجد کے لئے اٹھے تو حضرت گنگوہیؒ بھی ساتھ اٹھ گئے۔ نوافل کے بعد ایک کونہ میں حضرت حاجی صاحبؒ نے ذکر شروع کیا تو دوسرے کونہ میں حضرت گنگوہیؒ ذکر کے لئے بیٹھ گئے۔ آپ کو خوب حسن الصوت کی سعادت سے حق تعالیٰ نے نوازا تھا۔ ذکر کیا تو درودیوار بھی نام الٰہی سے گونج اٹھے۔ فجر کی نماز کے بعد حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ تم نے تو ایسا ذکر کیا جیسے کوئی بڑا مشتاق کرنے والا ہو۔ حضرت حاجی صاحب کی بیعت کے بعد اثرات بیعت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے کہ: ’’پھر تو مرمٹا‘‘ مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ نے تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے کہ مقام فنا سے بھی فناعن الفناء کی طرف چلے۔ گویا اپنی فنائیت سے بے خبر اور محض فانی بن گئے۔ ایک خط میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کو اپنی حالت کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا کہ مدح وذم میرے لئے برابر ہوگئے ہیں۔ یعنی کوئی تعریف کرے تو اس سے طبیعت میں فرحت نہیں ہوتی۔ کوئی برائی کرے تو طبیعت میں تکدر نہیں ہوتا۔ یہ مقام فنائیت کی انتہاء ہے۔

کاش! میرے ایسے کاٹھ کے گھوڑے اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے۔ آج کل تمام فساد ہی انا پرستی نے برپا کر رکھا ہے۔ ہم، تم کی گھما گھمی نے نئی نقالوں کی دنیا آباد کر رکھی ہے۔ اللہ رب العزت رحم وکرم کا معاملہ فرمائیں۔

خلافت سے سرفرازی:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے چالیس روز خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں قیام کیا۔ جس دن گنگوہ کے لئے واپسی تھی۔ اسی روز ہی خلافت سے سرفراز کردیئے گئے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے بعد کثرت سے علماء کرام نے حضرت حاجی امداد اللہ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ نے کیا تعبیر کی کہ: ’’حضرت گنگوہیؒ نے جس مرحلہ پر بیعت کی، بیعت کے بعد اس مرحلہ میں صاحب نسبت ہوگئے اور چلتے چلتے یہاں پہنچے کہ جو سفر بیعت تھا وہی سفر حصول خلافت ہوگیا۔ یہی قلیل زمانہ سبق تھا اور یہی چند یوم ظفر وکامیابی کے ایام ثابت ہوئے۔‘‘ گنگوہ واپس ہوئے تو حالت بدل چکی تھی۔ نہ کھانے کا ہوش، نہ پینے وپہننے کا۔ ہروقت استغراق محویت میں ہوتے۔ تمام شب گریہ وزاری کی نذر ہو جاتی۔ اس جذب وکیفیت سے ذکر جہر کرتے۔ معلوم ہوتا کہ ساری مسجد کانپ رہی ہے۔ خود پر جو کیفیت گزرتی ہوگی وہ اور کوئی کیا جانے۔ گنگوہ واپسی کے بعد حضرت حاجی صاحبؒ بھی گنگوہ تشریف لائے اور آپ کے مہمان رہے۔

شیخ عبدالقدوسؒ کی خانقاہ شریف میں فروکشی:

حضرت گنگوہیؒ نے ایک جگہ چھ ماہ تدریس بھی

کی۔ پھر چھوڑ دی۔ اب آپ نے فیصلہ کرلیا کہ مجھے گنگوہ میں ہی رہنا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کا خلوت خانہ عرصہ تین سو سال گزرنے کے بعد جوں کا توں تھا۔ آپ نے اس کی صفائی ومرمت کا اپنے ہاتھوں اہتمام کیا اور اس میں فروکش ہوگئے۔ گویا حق تعالیٰ نے صدیوں بعد اس خانقاہ شریف کو آباد کرنے کا پردہ غیب سے اہتمام کردیا۔ اس خانقاہ شریف کی رونقیں لوٹ آئیں۔ اب پڑھنے کے لئے طلباء آنے لگے۔ آپ کے درس کو وہ قبولیت ملی کہ ”العظمۃ للہ ولرسولہ وللمؤمنین“

مولانا گنگوہیؒ کا سلسلہ نسب دادی کی جانب سے حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ سے جاکر ملتا ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ سے بیعت کے بعد سلسلہ روحانی بھی حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ سے جاکر مل گیا۔ قدوسی حجرہ خلوت مسجد کی پشت کی جانب تھا۔ جہاں قطب عالم شیخ عبدالقدوسؒ سالہا سال ریاضت مجاہدہ کرتے رہے۔ اپنے تین سو سال کے عرصہ میں کتنے لوگ خانقاہ میں آئے۔ لیکن وہ اس حجرہ کے اہل نہ تھے۔ اب جو اہل آیا تو یہ امانت اس کے سپرد ہوگئی۔

مریدین ومعتقدین کو تلقین وارشاد:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ عرصہ تک خلوت نشینی کی طرف مائل رہے۔ خلوت کی ریاضت نے پگھلا کر جب خالص سونا بنادیا تو اب طبیعت لوگوں سے ملنے میں انسیت محسوس کرنے لگی۔ اب آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے لگے۔ اتباع شریعت اور سنت کی تابعداری آپ کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ خلاف شریعت وسنت کام پر خاموش رہنا یا مصلحت کا شکار ہونا آپ کی عزیمت کے خلاف تھا۔ اس لئے آپ سے جو تعلق جوڑتا، شریعت کی تابعداری اس کی گھٹی میں پڑ جاتی۔ اس دوران میں آپ نے طب بھی شروع کردی۔ اس سے بھی خلق خدا کی خدمت کی۔ غرض روحانی وجسمانی طور پر لوگ آپ کی ذات گرامی سے نفع حاصل کرنے لگے۔

حضرت گنگوہیؒ کے بعد آپ کی سفارش پر حضرت نانوتویؒ کو حضرت حاجی صاحبؒ نے اپنی بیعت میں قبول فرمالیا۔ وہ بھی خانقاہ امدادیہ سے وابستہ کیا ہوئے۔ خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔

حضرت حاجی صاحبؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت نانوتویؒ کا تحریک آزادیٔ ہند میں مثالی کردار:

حضرت گنگوہیؒ، حضرت نانوتویؒ، حضرت حاجی امداداللہ صاحبؒ نے تحریک آزادی میں مثالی کردار ادا کیا۔ تینوں حضرات کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوگئے۔ حضرت حاجی امداداللہ صاحبؒ نے تھانہ بھون سے سفر کیا اور پنجلاسہ پاکپتن، تلمبہ کے راستہ کراچی سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ جب حاجی صاحب پنجلاسہ میں تھے تو حضرت گنگوہیؒ آپ سے ملے۔ حضرت حاجی صاحبؒ سے عرض کیا کہ آپ سے ملاقات کے لئے دل بے قرار تھا۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ جانے سے پہلے آپ کو ملوں گا۔ مخبری کی اطلاع پر پولیس نے چھاپا مارا۔ حاجی صاحبؒ نے تھوڑی دیر پہلے میزبان سے فرمادیا کہ چارہ کاٹنے والی مشین کے کمرہ میں مصلیٰ بچھا اور پانی رکھ دیا جائے۔ آپ نے وضو کیا مصلیٰ پر نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ مالک مکان حاجی محمد عبداللہ صاحب سے فرمایا کہ باہر سے کمرہ کا دروازہ بند کر کے کنڈی لگادیں۔ کنڈی لگا کر فارغ نہ ہوئے ہوں گے کہ پولیس نے محاصرہ کرلیا۔ تمام کمروں کی تلاشی کرتے کرتے اس کمرہ میں آئے۔ دروازہ کھولا تو مصلیٰ موجود، آدمی کوئی نہیں۔ نواب صاحب سے پوچھا کہ مصلیٰ کیوں رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نوافل یہاں ادا کروں گا۔ اس لئے مصلیٰ بچھایا تھا۔ پولیس مطمئن ہوکر خالی لوٹ گئی۔ ان کو گاؤں سے نکال کر حاجی عبداللہ پھر کمرہ میں آئے تو حاجی صاحبؒ التحیات کی حالت میں بیٹھے تھے۔ نواب عبداللہ کے آنے پر سلام پھیرا۔ نواب صاحب نے عرض کیا حضرت پولیس آئی تھی؟ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا ہاں آئی تھی۔ نواب صاحب نے عرض کیا حضرت آپ کہاں تھے؟ فرمایا یہیں تھا۔ عرض کیا حضرت آپ نظر نہیں آئے۔ فرمایا کہ وہ (انگریز) اندھے ہوجائیں تو اس میں امداد اللہ کا کیا قصور ہے؟۔

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ تین دن روپوش رہے۔ پھر باہر آگئے۔ رہائش بدلتے رہے۔ لیکن گرفتار نہ ہوئے۔ حضرت گنگوہیؒ گرفتار ہوئے۔ کیس چلا لیکن بری ہوگئے۔ بایں ہمہ زندگی کے آخری سانس تک انگریز گورنمنٹ آپ کی نگرانی کرتی رہی۔ مخبر بھی آتے جاتے رہتے۔ لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ ایک دفعہ یہ خبر مشہور ہوئی کہ مولانا رشید احمد کو پھانسی کی سزا کا حکم ہوگیا ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ، حکیم ولایت حسینؒ، مولانا مظفر حسین کاندھلویؒ تھانہ بھون سے باہر جاکر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ اچانک حضرت حاجی صاحبؒ نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور فرمایا کہ رشید احمد کو کوئی پھانسی نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے بہت سا کام لینا ہے۔ چنانچہ گرفتاری، کیس، پھر برأت سے وہی ظہور میں آیا جو عرصہ پہلے حاجی صاحبؒ نے فرمادیا تھا۔

حضرت حاجی صاحبؒ کا ایفائے عہد:

حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ جانے سے پہلے آپ کو ملوں گا۔ مولانا گنگوہیؒ گرفتار ہوگئے اور آپ کی رہائی سے قبل حضرت حاجی صاحبؒ حجاز روانہ ہوگئے۔ ایک خادم نے حضرت گنگوہیؒ سے

سوال کیا کہ وہ وعدہ ملاقات کا کیا ہوا؟ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ حاجی صاحبؒ وعدہ خلاف نہ تھے۔ چنانچہ دوسرے ذرائع سے معلوم ہوا کہ جانے سے قبل سنگینن پہرہ میں آپ رات کو آئے۔ علیحدگی میں گھنٹوں ملاقات ہوئی اور پھر چلے گئے۔ حضرت گنگوہیؒ کی گرفتاری رام پور سے ہوئی تھی۔ غلام علی نامی ایک شخص جو علی پور ضلع سہارنپور کا رہنے والا تھا۔ اس نے مخبری کی تھی۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ کو رام پور سے سہارن پور جیل لایا گیا۔ پندرہ دن جیل میں رہے۔ پھر عدالت کے حکم پر گنگوہ کے باشندہ ہونے کے ناتہ اپنے ضلع مظفر نگر بھیج دیا گیا۔ سنگینوں کے پہرہ میں دیوبند کے راستہ مظفرنگر کو چلے۔ دیوبند کے راستہ پر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ آ کھڑے ہوئے۔ دور سے سلام وزیارت اور مسکراہٹوں کا تبادلہ ہوا۔

تدریس کا آغاز:

اس کیس سے برات اور جیل سے رہائی کے بعد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے مسند تلقین و ارشاد کے ساتھ تدریس کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔ ایک سال میں صحاح ستہ کو ختم کرانے کا آپ نے اہتمام کیا۔ ۱۲۶۵ھ سے ۱۳۱۴ھ تک انچاس سال یہ سلسلہ چلتا رہا۔ تین سو سے زائد حضرات نے آپ سے دورہ حدیث شریف کی تعلیم حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اخیر عمر میں آپ نے پڑھانے کا سلسلہ اس لئے ترک کردیا کہ آنکھوں میں پانی اتر آیا تھا اور بینائی جاتی رہی تھی۔ آپ نے ہند، برما، افغانستان تک کے طلباء کو حدیث شریف کی تعلیم دی۔ آپ کی فیضان صحبت کا اثر تھا کہ آپ کے شاگردوں میں سے کوئی شخص بے وضو شریک درس نہیں ہوسکتا تھا۔ آپ فرماتے تھے: ''مجھے حنفی مسلک سے خاص محبت ہے اور اس کی حقانیت پر کلی اطمینان ہے۔'' لیکن کیا مجال ہے کہ کسی فقیہ یا امام کی تنقیص کا کوئی پہلو گفتگو سے مترشح ہو۔

کسر نفسی:

آپ کی کسر نفسی کا یہ عالم تھا کہ سبق کے دوران ایک دفعہ اچانک بارش شروع ہوگئی۔ طلباء کرام نے اپنی کتابیں اور تپائیاں اٹھائیں اور مسجد میں جابیٹھے۔ آپ نے اپنے کندھے کی چادر کو نیچے بچھایا اور طلباء کرام کی جوتیاں اس میں باندھ کر گٹھڑ سر پر رکھ لیا اور انہیں بارش سے بچالیا۔ طلباء کرام کو پتہ چلا تو وہ نادم ہوئے۔ آپ نے فرمایا: نہیں! اس میں پریشانی کا کون سا موقع ہے۔ تم تو مہمان رسول ہو۔ حدیث پڑھنے آئے۔ تمہاری خدمت و مدارت تو میرے لئے سعادت کی بات ہے۔ طالب علموں سے کوئی خفت کا معاملہ کرتا تو اسے آپ ایسی سنجیدگی سے لیتے کہ ایسا معاملہ کرنے والے کی اصلاح ہو جاتی۔ مدرسہ مصباح العلوم کے ایک مدرس نے آپ سے ہدایہ جلد ثانی پڑھی تو آپ نے فرمایا کہ یہ چودھویں دفعہ پڑھا رہا ہوں۔

اسفار حج:

آپ نے تین حج کئے تھے۔ ایک حج میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ، مولانا رفیع الدینؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت شیخ الہندؒ، حکیم ضیاء الدینؒ، مولانا محمد مظہر نانوتویؒ ایسے جلیل القدر حضرات ایک ساتھ تھے۔ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کے آپ عمر بھر سرپرست رہے۔ دارالعلوم دیوبند کے چھ ماہ بعد مظاہرالعلوم کی بنیاد رجب ۱۲۸۳ھ میں رکھی گئی۔ مولانا سعادت علیؒ اور مولانا مظہر نانوتویؒ اس کے بانی تھے۔ مولانا احمد علی سہارن پوریؒ اس کے سرپرست تھے۔ ۱۲۹۷ھ میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا احمد علی سہارنپوریؒ کا وصال ہوا۔ اس سال کو مدارس ہند کا عام الحزن قرار دیا گیا۔

وعظ میں سوز و گداز:

۱۳۰۱ھ میں دارالعلوم دیوبند کا چوتھا سالانہ دستار بندی کا جلسہ ہوا۔ جس میں حضرت گنگوہیؒ نے شرکت فرمائی۔ اس میں مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ ایسے فضلاء کی دستار بندی ہوئی۔ مولانا رفیع الدینؒ مہتمم، مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ صدر مدرس نے حضرت گنگوہیؒ سے درخواست کی کہ آپ کا وعظ سننے کو دل کرتا ہے۔ مولانا رفیع الدینؒ جو تکلف وتصنع سے بے نیاز سادگی وخلوص کے پیکر اور شاہ عبدالغنی مجددیؒ کے جانشین تھے۔ آپ نے مدرسہ کی سالانہ روداد میں حضرت گنگوہی کے وعظ کا یوں ذکر کیا ہے: ''وعظ کیا گویا سامعین کو مئے محبت الٰہی کے خم کے خم پلا دیئے۔ درودیوار تک مست تھے اور عجیب کیفیت ظاہر تھی کہ کہیں دیکھی، نہ سنی۔ اللہ اللہ اس کے خاص بندوں کے سیدھے سیدھے الفاظ اور سادہ بیان اور ڈھیلی ڈھیلی زبان میں کیا کیا تاثیرات ہیں۔ بشر کیا، شجر وحجر بھی مان جاتے ہیں۔ مولانا نے تو دقیق مضامین علمیہ بیان نہیں فرمائے۔ یہی وضو اور نماز کے مسائل بیان کئے اور اخلاص کے بیان میں کسی تقریب سے ایک دفعہ با آواز بلند ''اللہ'' کہا۔ معلوم نہیں کس دل اور کیسے سوز وگداز سے اللہ کا نام لیا کہ تمام مجلس وعظ لوٹ گئی اور آہ وزاری کی آواز سے مسجد گونج اٹھی۔ ہر شخص اپنے حال میں مبتلا تھا۔ اس وقت بعض اشخاص نے مولوی صاحب کو دیکھا کہ کمال وقار سے ممبر پر خاموش بیٹھے ہیں اور اہل مجلس کی طرف متوجہ ہیں۔ یقین ہوتا ہے کہ اگر مولوی صاحب ایسے متوجہ نہ ہوتے تو اہل جلسہ کو دیر تک افاقہ نہ ہوتا۔ مگر اللہ دے حوصلہ کہ خود ویسے ہی مستقل رہے:

سینہ میں قلزم کو لے، قطرہ کا قطرہ ہی رہا

(تذکرۃ الرشید ص ۲۵۱،۲۵۲)

(جاری ہے)

عمرہ کی سعادت

ایک یادگار سفر!

مولانا ابراہیم حسین عابدی

جوں جوں سفر کے لمحات قریب آتے جارہے تھے خوف اور بے یقینی کے بادل گہرے ہوتے جارہے تھے، کیا واقعی عابدی حرمین شریفین کی زیارت کرسکے گا؟ بیت اللہ کے سائے تلے اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوسکے گا؟ روضۂ رسول پر سلام پیش کرسکے گا؟ کہیں ویزا یا پاسپورٹ میں کوئی نقص یا اعتراض نہ نکل آئے، منزل کے قریب ہی نہ دھرا لیا جائے، گناہوں کی پوٹلی سمیت واپس نہ کردیا جائے؟

یہ اور اس جیسے خیالات تھے جو عابدی پر آخری وقت تک منڈلاتے رہے، یہی وجہ تھی کہ جب سفر میں فقط تین دن رہ گئے تب اس نے دوستوں اور رشتہ داروں کو اطلاع دی، وہ بھی اس لئے کہ واپسی پر گلے شکوؤں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ جس کو بھی اس مبارک سفر کی خبر دیتا وہ مختلف دعاؤں کی درخواست کی فہرست تھما دیتا، دوسری ملاقات میں اس فہرست میں مزید اضافہ ہوجاتا۔

سفر پر روانگی سے قبل بڑوں نے نصیحت کی تھی کہ راستے کی صعوبتوں پر شکوہ کناں نہ ہونا، اللہ تعالیٰ کے راستے کی تکالیف برداشت کرنا، رفع درجات کا باعث ہوگا۔ جب بھی کوئی تکلیف پہنچتی خواہ وہ ایئرپورٹ کی ہوتی یا مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ہوٹل وغیرہ کے انتظامات کرنے والے افراد کی طرف سے عابدی کو بزرگ کی بات یاد آتی اور خندہ پیشانی سے تکلیف جھیلتا۔

کہتے ہیں بیت اللہ شریف پر پہلی نظر پڑتے ہی جو دعا مانگی جائے قبولیت کا پروانہ پاتی ہے، عابدی نے بھی اس لمحہ کے لئے تیاری کر رکھی تھی لیکن بیت اللہ پر پہلی نظر پڑی تو اس کی ایسی عجیب حالت ہوئی کہ کچھ دیر تک وہ مانگنے کی کیفیت سے دور تھا، طبیعت کچھ بحال ہوئی تو رب سے راز و نیاز میں مشغول ہوگیا۔

مسجد حرام میں سب سے افضل عبادت بیت اللہ شریف کا طواف ہے، اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ طواف کا عمل دوسری کسی جگہ نہیں کیا جاسکتا۔

طواف کے دوران جو دعائیں مانگی جائیں قبولیت سے سرفراز ہوتی ہیں اکثر لوگوں کی زبان پر مشہور دعا: "ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار" جاری ہوتی ہے۔ ریکارڈ کے مطابق امسال عمرہ کرنے والوں کی تعداد پچھلے سالوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی۔

عمرہ جیسی اہم عبادت کی ادائیگی پر جانے سے قبل کسی مستند عالم دین سے رہنمائی ضرور لینی چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ عمرہ کے مسائل واحکام کے بارے میں کوئی کتاب یا کتابچہ بھی ساتھ ہونا اہمیت کا حامل ہے۔ مشاہدہ میں آیا ہے کہ عمرہ کے دوران ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی ہوتی ہے جو بنیادی باتوں کے علم سے بھی نابلد ہوتے ہیں۔ کسی نے مطاف کے باہر ہی سے اضطباع شروع کیا ہوتا ہے تو کوئی طواف کے دوران بھی اس عمل سے دور ہے، کوئی صفا، مروہ کے چکروں کو ایک شمار کر رہا ہے تو کوئی طواف کے بعد کی دو واجب رکعتوں سے بے بہرہ ہے۔

خواتین کو بھی احتیاط کا دامن تھامنا چاہئے، خصوصاً طواف کے دوران مردوں کے مجمع میں گھسنے سے احتراز کریں۔ یہاں ایسی عورتیں بھی نظر آتی ہیں جو میک اپ سے لدی ہوتی ہیں، خصوصاً پاکستانی اور انڈونیشین عورتیں اس باب میں غیر محتاط ہیں۔ اگر یہاں ایک نیکی کا ثواب دیگر مقامات کے مقابلہ میں ہزاروں درجہ زیادہ ہے تو گناہ کا عمل بھی دوسری جگہوں سے زیادہ شناعت کا سبب ہوگا۔ حرمین شریفین میں ہر قدم پھونک پھونک کر اٹھانا چاہئے، کہیں لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سارا سفر بے کار ہوجائے۔

بندۂ ناچیز نے اس مبارک سفر کو اس طرح ترتیب دیا کہ پہلے پانچ دن مکہ مکرمہ، نو دن مدینہ منورہ اور پھر چھ دن مکہ مکرمہ میں گزارے۔ الحمدللہ! مبارک سفر بڑا یادگار رہا۔

یقیناً عبادت کا جو حق تھا، اس کی ادائیگی سے عابدی قاصر رہا، باوجود گناہگار ہونے کے رب کی رحمت ہر جگہ شامل حال رہی۔ حرمین شریفین کے انوارات سے محظوظ ہوتے رہے، بیت اللہ کے سائے تلے ائمہ حرم کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا الگ ہی لطف تھا، خصوصاً شیخ عبدالرحمن السدیس، سعود الشریم اور ماہر معیقلی کے کیا کہنے: سبحان اللہ!

آخری دن ہمیں کہا گیا کہ مغرب کے بعد آپ اپنے ہوٹل میں رہیں، جدہ ایئرپورٹ کے لئے گاڑی کسی بھی وقت آسکتی ہے۔ راقم نے اس وقت کو غنیمت جانا، عصر کے بعد سے طواف میں مشغول ہوگیا، اپنے لئے، رشتہ داروں، دوست احباب، مرحومین اور ملک پاکستان کے لئے خوب دعائیں کی۔ آپ کسی بھی وقت طواف کریں لوگوں کا جم غفیر کم ہونے کا نام نہیں لیتا۔ راقم نے چند اوقات معلوم کر لئے تھے جس میں لوگ کسی

قدر کم ہوتے ہیں۔ ایک رات کے دو بجے اور دوسرا وقت نمازوں کے متصل بعد کا، اس میں عورتیں بھی نہیں ہوتیں، انہیں نماز سے آدھا گھنٹہ قبل وہاں کی انتظامیہ کے متعین افراد مطاف سے باہر کردیتے ہیں تاکہ مرد نمازیوں سے اختلاط نہ ہو۔

عابدی نے مغرب کی نماز کے متصل بعد اپنے بقایا چکر پورے کیے، غلاف کعبہ اور اس کے دیواروں سے چمٹ گیا، اے پیارے رب! تو کہتا ہے مجھ سے مانگو مجھے قریب پاؤ گے، تیرا فرمان ہے کہ میں ماں سے بھی ستر گنا زیادہ اپنے بندے سے پیار کرتا ہوں، اے رحمن و رحیم ذات! تجھے تیری رحمت و صفات کا واسطہ ہمیں خالی جھولی نہ لوٹا، تیرے دربار کے پردے پکڑ کر، تیرے مقدس گھر کی چوکھٹ پکڑ کر تجھ سے بھیک مانگتے ہیں، ہمیں خالی ہاتھ نہ لوٹا، ہمیں خالی ہاتھ نہ لوٹا۔☆☆☆

بقیہ: اسلامی قانون کا کردار

جائزہ لیا جائے تو یہ اثر مرتب ہوتا ہے کہ ہمارے ملک میں ان پر اگر مزید توجہ دی گئی تو ملزموں کو ایک بہتر پوزیشن حاصل ہوجائے گی، جو مفاد عامہ کی نظر میں خلافِ مصلحت، بلکہ کسی حد تک خطرناک ثابت ہوگا۔"

میں اس ضمن میں اس قدر عرض کروں گا کہ قانون خواہ کتنا ہی اچھا اور عدل وانصاف پر مبنی ہو، اس وقت تک اس کے بہتر اثرات ونتائج مرتب نہیں ہوسکتے، جب تک کہ کسی ملک کے قانون وانصاف کے ادارے اس کارکردگی اور مہارت کے ساتھ اپنے فرائض ادا نہ کریں جو معاشرے کے تحفظ کے لئے ضروری ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں یہ مسئلہ خاصی اہمیت رکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں اسلامی تصور انصاف اور عدل کی خصوصیات رکھتا ہے۔

آخر میں میں یہ عرض کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ مسلمان معاشرہ جس کی اساس "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پر قائم ہے مختلف بیرونی اثرات اور عوامل کے باوجود یہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا جذبہ ہمارے معاشرے کو آج بھی ایک پلیٹ فارم پر جمع کیے ہوئے ہے۔ میں پورے یقین واعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ موجودہ مسلم معاشرہ کو مجتمع رکھنے والا خدا کا قانون اور اسلامی ضابطہ حیات ہی ہوسکتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں غیر اسلامی قوانین تقدیس کے تصور سے یکسر عاری ہیں، جن کے احترام کے جذبہ سے لوگوں کے دل خالی ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جو ایک عرصہ سے مسلم معاشرہ میں انتشار کا باعث بنی ہوئی ہے اور معاشرتی برائیاں گھٹنے کے بجائے روز بروز بڑھ رہی ہیں۔

پچھلی حکومتوں نے اس سلسلہ میں جو اقدامات کیے، وہ ناقص تھے۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم اسلامی قوانین اور ضابطۂ حیات کو معاشرہ میں خواہ وہ سیاست ہو یا تجارت، تعلیم ہو یا عدالت، اس کو نافذ کردیں، ورنہ مسائل روز بروز الجھتے جائیں گے اور خبر نہیں کہ انجام کیا ہوگا۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: اسلام اور حکومت وریاست دو جڑواں بھائی ہیں، ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر درست حالت میں نہیں رہ سکتا۔ اسلام کی مثال ایک بنیاد کی اور حکومت گویا اس کی محافظ ہے۔ جس عمارت کی بنیاد نہ ہو، وہ گر جاتی ہے اور جس کا کوئی نگہبان نہ ہو، وہ لوٹ لیا جاتا ہے۔ اسلامی حکومت کی مثال ایک عمارت کی ہے، جس کی بنیاد اسلام ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس بنیاد کو جیسے بھی ہو، محفوظ رکھا جائے اور یہ ہمارا انفرادی، اجتماعی، اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے کہ ہم اس کی بقاء اور اقامت کی بھرپور کوشش کریں۔☆☆☆

عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا دفاع کرتے رہیں گے: علماء کرام

گوجرانوالہ.... اسلام کی ترویج واشاعت اور دینی تعلیمات کے فروغ میں دینی مدارس سب سے بڑی این جی اوز اور مثالی کردار کے حامی ہیں۔ برصغیر میں اسلامی اقدار وروایات کے پھیلاؤ میں علماء کرام اور دینی مدارس کے روشن کردار کا انکار کرنا تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔ ناموس رسالت کا دفاع ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ زندگی کے آخری سانس تک عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا دفاع کرتے رہیں گے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر حضرت مولانا مفتی محمد حسن، شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی اور مولانا عثمان بیگ فاروقی نے جامع مسجد و مدرسہ سیدنا ابوذر غفاریؓ جہانگیر کالونی طارق آباد کھوکھر گوجرانوالہ میں عظمت قرآن کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت اپنی نئی پالیسیوں کے ذریعے مدارس کو نشانہ بنانے کا خواب دیکھنا چھوڑ دے، کیونکہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے تو اس سے منسلک لوگ بھی محفوظ رہیں گے۔ انہوں نے ملک میں علماء کرام کی بڑھتی ہوئی ٹارگٹ کلنگ پر اظہار تشویش کرتے ہوئے کہا کہ علماء کرام وعوام الناس کو تحفظ فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے جسے پورا کرنے میں ابھی تک حکومت ناکام رہی ہے۔ انہوں نے علماء کرام کے تحفظ کو یقینی بنانے کا مطالبہ کیا۔

زیرِ صدارت

حکیم العصر محدث دوراں
ولی کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس
شیخ الحدیث
مولانا **عبدالمجید** لدھیانوی صاحب
دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ماہانہ عظیم الشان

ختم نبوۃ کانفرنس

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

بمقام

جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ لاہور

12 اپریل 2014 بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب

خصوصی خطاب
قائد ملت اسلامیہ
حضرت مولانا **فضل الرحمٰن** صاحب مدظلہ
امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان

حضرت مولانا سید **محمود میاں** صاحب مدظلہ
شیخ الحدیث
مہتمم جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ

خواجہ **عزیز احمد** صاحب مدظلہ
ولی ابن ولی
حضرت مولانا

ولی کامل
حضرت مولانا مفتی **محمد حسن** صاحب مدظلہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مولانا مفتی **سعید الحسن** دہلوی
رائے ونڈ

شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور

0300-4304277
0321-9496702
0300-4279021
0322-4410730